قرآن اور عورت

مرتبہ

انور دہلوی ایڈیٹر رسالہ بانو دہلی

ناشر

مکتبہ دینیات آصف علی روڈ نئی دہلی

قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نام مضمون نگار
۳	قرآن اور عورت	بیگم ایم۔ اے۔ صمد
۸	"	جناب ڈاکٹر احسان محمد خاں پی ایچ ڈی
۱۹	"	جناب عطاء اللہ پالوی
۵۳	"	جناب ریاض الدین قاضی
۵۸	"	محترمہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ شیخ فرید الدین صاحب
۷۸	"	ایم۔ اے۔ ایم۔ آر۔ اے۔ ایس (برہانپور) جناب نسیم اختر صاحبہ نسیم
۸۱	عورت کا درجہ اسلام میں	جناب احمد شریف، بی۔ اے لیکچرار ہاسن میسور

صفحہ	عنوان	نام مضمون نگار
۸۴	اسلام میں عورت کا مرتبہ	محترمہ عذرا بیگم صاحبہ رام پور
۸۹	قرآن اور زن و شوہر کے تعلقات	جناب قاضی ریاض الدین صاحب
۹۶	اسلام میں عورت کا مرتبہ	جناب سید نعمان غنی دیوریا
۱۰۲	عورت مرد کی نظر میں کب محبوب ہو سکتی ہے	جناب آنسہ نفیس صاحبہ نگہت (بھوپالی)
۱۰۹	اسلام سے پہلے عورت کی حالت کیا تھی	جناب حشمت پروانہ صاحب عربی

قرآن اور عورت

بیگم ایم ۔ اے صمد

قرآن پاک بحیثیت انسان کے عورت اور مرد میں کوئی امتیاز نہیں رکھتا جو احکام مردوں کے لئے ہیں وہی عورتوں کے لئے ہیں اور عموماً خدا تعالیٰ مرد و عورت دونوں کو مخاطب کر کے احکام صادر کرتا ہے۔ سوائے ان باتوں کے جس میں فطرت ہی مرد و عورت میں فرق پیدا کر دیتی ہے اور اسی بنا پر مرد و عورت پر علیحدہ علیحدہ فرائض عائد کئے گئے ہیں۔

قرآن شریف میں ایک سورۃ النساء (بسلسلۂ عورت) کے ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ کہ مرد اور اس کے ساتھی عورت کے ذریعہ بے شمار مرد اور عورت پیدا کئے ہیں۔ عورتوں کی عزت کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور اگرچہ اس سورۃ میں مرد کو چار تک بیویاں رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ مگر ساتھ ہی بہت ہی کڑی شرط عدل اور انصاف کی لگا دی گئی ہے۔ وہ یہ کہ چاروں بیویوں کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو سخت ترین گناہ ہوگا۔ اس لئے احتیاطاً ایک مرد کو ایک ہی بیوی رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔

فرقۂ معتزلہ کے علماء کا خیال ہے کہ قرآن پاک نے جو شرط عدل کی لگائی ہے وہ عام طور سے پوری کرنی ممکن نہیں ہے۔ اس نے ایک مرد ایک وقت میں صرف ایک ہی بیوی رکھ سکتا ہے۔

اس سورۃ میں عورتوں کو دین مہر دینے کی بھی تاکید ہے۔ سوائے اس حالت کے کہ عورت خود ہی معاف کر دے۔ بلکہ دین مہر کے متعلق تو خدا تعالےٰ یہاں تک مرد کو حکم دیتا ہے کہ اگر پورا خزانہ بھی عورت کو دے دیا گیا ہو تو واپس نہ لیا جائے۔ اسی سورۃ میں عورتوں کے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے ترکہ پانے کا بھی ذکر ہے۔ ماں کی حیثیت سے عورت باپ کے برابر ترکہ پاتی ہے۔ مگر بعض صورتوں میں عورت کو مرد کے نصف حصہ مالی ملتا ہے جیسے بہن بھائی کے مقابلہ میں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ علاوہ ترکہ کے بیوی دین مہر میں بھی حصہ پاتی ہے اور لڑکیوں کو ان کے بھائیوں کے برابر روپیہ پیسے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

قرآن کے خدائی کتاب اور اسلام کے دین فطرت ہونے کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ اب غیر مسلموں میں بھی عورت کو ترکہ دینے کا خیال پیدا ہو چکا ہے۔ اس کے متعلق کچھ قوانین تو بن چکے ہیں اور کچھ بن رہے ہیں اور اہل ہنود بھی بیٹی کو بیٹے کا نصف دینا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔

سورۃ النساء میں آگے چل کر جہاں عورت کے برائی کرنے پر سزا دینے کا حکم ہے وہیں ساتھ مرد کے برائی کرنے پر بھی سزا

کا ذکر ہے۔ اس سورۃ کے پچھلے رکوع میں مردوں پر عورتوں کی حفاظت کی بھی ذمہ داری لگا دی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ ظاہر ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک ہی نے واضح کر دیا ہے کہ مرد عورت سے جسمانی طاقت زیادہ رکھتا ہے (اور حفاظت کے کام کے لئے مرد ہی موزوں ہے) چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ جب سے دنیا قائم ہے ہمیشہ مرد ہی عورت کی حفاظت کا کام کرتا رہا ہے۔ اور لڑائی میں جان کو جوکھوں میں ڈالنے کا کام ۔۔۔ مرد کے سپرد کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک کی بعض آیتوں سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو عورت کا خاص خیال ہے۔ چنانچہ سورۃ نور میں ہم پڑھتے ہیں کہ جہاں انسان کے بُرے فعل پر سزا دینے کا حکم ہے اس میں بلا لحاظ مرد و عورت ہر دو کے لئے یکساں سزا کا حکم ہے۔ لیکن عورت پر تہمت لگانے والوں کی نہایت سخت سزا رکھی گئی ہے۔ یعنی تہمت لگانے والا خواہ سچا ہی کیوں نہ ہو اگر چار ایسے گواہ نہ لا سکے جنھوں نے واقعہ کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہو تو اس پر اسّی کوڑے پڑیں گے اور ہمیشہ کے لئے اس کی گواہی ناقابلِ وثوق ہوگی۔

غور کرنے کی بات ہے کہ خود بُرا کام کرنے کی سزا ۔۔ ا کوڑے ہیں مگر عورت پر صرف الزام لگانے کی سزا اس سے صرف بیس کوڑے کم یعنی اسّی کوڑے ہیں۔ اور مرد پر اس قسم کا الزام لگانے کی سزا قرآن پاک میں بصراحت نہیں ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ کو عورتوں کا خاص خیال ہے ـــــ اور دوسری وجہ وہی فطرت کا

تقاضہ ہے۔ یعنی یہ امر عورتوں کے لئے بہ مقابلہ مردوں کے زیادہ معیوب ہے۔
اس لئے عورتوں کو بدنامی سے بچانا ضروری ہوا۔

آج کل بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عیسائی یورپ نے عورتوں کو
زیادہ حقوق دیئے ہیں۔ مگر واقعات بتاتے ہیں کہ قرآن پاک کی رو سے
عورتوں کی جو حیثیت ہے اور جو حقوق قرآن پاک نے عورتوں کو دیئے ہیں اس کا
عشر عشیر بھی کسی دوسری قوم و ملت نے اب تک عورتوں کو نہیں دیا ہے۔
کاش مسلمان قرآن پاک کی تعلیم پر عمل کریں اور عورتوں کے حقوق کی نگہداشت
قرآن پاک کی روشنی میں کریں۔



قرآن اور عورت

ڈاکٹر احسان محمد خاں، ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی

اسلامی معاشرت میں عورت کو کیا حیثیت حاصل ہے؟ یہ سوال جس قدر اہم ہے اسی قدر دلچسپ بھی ہے۔ قرآن پاک نے اس سوال کا جواب نہایت بلاغت کے ساتھ اس طرح دیا ہے۔

"تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو" (البقرہ)

اللہ نے بعض کو بعض سے افضل بنایا۔ چنانچہ مردوں کو عورتوں پر غالب کیا۔ بلحاظ جسمانی قوت اور نیز بسبب اس کے کہ مردوں نے عورتوں پر اپنا مال خرچ کیا۔ جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کا کہا مانتی ہیں، اور اللہ کی عنایت سے ان کی پیٹھ پیچھے ان کی غیر حاضری میں ہر ایک چیز کی حفاظت کرتی ہیں" (النساء)

ان آیات سے مرد اور عورت کے لئے لازم و ملزوم ہونے اور حقوق و فرائض کی تحدید کا پتہ چلتا ہے۔ نیز یہ کہ جو معاملات فریقین کی رضامندی سے طے نہ ہو سکیں ان میں قول فیصل مرد کی رائے ہوگی۔ اس آیت سے اس حقیقت کا بھی انکشاف ہوتا ہے کہ عورتوں کو ہر چیز کی حفاظت اور سلیقہ مندی قدرت سے عطا ہوئی ہے۔ اور یہ کہ مرد و عورت

ایک دوسرے کے مقابلے کے لئے نہیں بنے ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے کی کمی پورے کرتے ہیں۔ اور یہ ان دونوں کا دائرۂ عمل الگ الگ ہے۔

قرآن پاک میں ہے کہ:۔

إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنَّ إِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيمٌ

جس کے معنی ہیں کہ :۔ معلوم ہوگیا یہ تم عورتوں کا مکر ہے۔ یقیناً تمہاری مکاریاں بڑی ہیں۔ (سورہ یوسف۔ ۲۸)

بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ عورتوں کی بابت یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ عورت کی فطرت ہی میں چرتر موجود ہے۔ مگر حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اولاً تو قرآن کا یہ حکم نہیں ہے۔ عورتوں کے متعلق جو رائے ظاہر کی گئی ہے وہ رائے عزیز مصر کی ہے اور دوئم یہ کہ وہ اپنے وقت اور شہر کی عورتوں تک محدود ہے نہ کہ دنیا کی تمام عورتوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے بہت سی باتوں میں مرد اور عورت کا یکساں درجہ رکھا ہے۔ البتہ عورت اور مرد کا دائرۂ عمل الگ کر دیا ہے تاکہ ان دونوں جنسوں میں سے ہر ایک اپنی استعداد اور صلاحیتوں کی بنا پر اشتراک عمل کر سکے۔ عورت کی نافرمانی اور عدول حکم شرشت کا پروپیگنڈہ کرنے کی ذمہ داری بہت کچھ یہود و نصاریٰ پر عائد ہوتی ہے۔ توارات میں ہے کہ :۔

شجر ممنوعہ کے پھل کھانے کی ترغیب آدمؑ کو حوا نے دی تھی اس لئے نافرمانی کا پہلا قدم اٹھانے والی عورت تھی نہ کہ مرد۔

اسی سبب سے یہودیوں اور عیسائیوں میں یہ اعتقاد قائم ہو گیا ہے کہ نافرمانی اور برائی کی بانی عورت ہے اور وہی مرد کو سیدھے راستے سے روکتی، اور ٹیڑھے راستے کی طرف رجوع کرتی ہے۔ لیکن قرآن نے اس خیال کی کہیں بھی تائید نہیں کی اور آدم و حوا دونوں کو اس لغزش کا ذمہ دار ٹھیرایا۔

"پس شیطان نے ان (آدم اور حوا) کو وہاں سے ڈگمگا دیا۔ اور (آخر کار) جس (مزے) میں تھے اس نے ان کو نکلوا چھوڑا"

(سورۂ بقرہ ۳۶)

مرد اور عورت کی اقتصادی آزادی اور اس امر کو کہ مرد اور عورت کی کمائی میں سوائے ان کی اپنی ذات کے کسی دوسرے کا حصہ نہیں ہے۔ قرآن میں اس طرح مذکور ہے کہ:-

"اور خدا نے جو تم میں سے ایک کو دوسرے پر برتری دے رکھی ہے اس کا کچھ ارمان نہ کرو، مردوں نے جیسی کمائی کی ہو ان کو ان کا حصہ اور عورتوں نے جیسی کمائی کی ہو ان کو ان کا حصہ اور (ہر وقت) اللہ سے اس کا فضل مانگتے رہو۔ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔"

"مرد اور عورت میں سے جو کوئی نیک کام کرے اور ایمان رکھتا ہو جنت میں جائے گا۔"

"اور جو شخص کوئی نیک کام کریگا، مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو گا تو ان صفتوں کے لوگ جنت میں (جا) داخل ہونگے اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ ہو گی۔"

ازدواجی زندگی کی برکتوں کا قرآن پاک میں اس طرح ذکر آتا ہے :۔

"اور اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے (ایک یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی بیبیاں پیدا کیں تاکہ تم کو ان کی طرف (رغبت کرنے سے) راحت ملے۔ اور تم (میاں بی بی) میں پیار اور اخلاص پیدا کیا۔ جو لوگ سوچ سمجھ کو کام میں لاتے ہیں ان کے لئے ان (باتوں) میں قدرت خدا کی بہتری کی نشانیاں ہیں۔"

انسان کے ساتھ اللہ کی یہ مہربانی کیا کم ہے کہ اس نے عورت اور مرد کا جوڑا بنایا اور ان میں رغبت اور محبت پیدا کی۔

"(لوگو) وہی (ذات پاک) جس نے تم کو تنِ واحد (آدم) سے پیدا کیا اور اس کی جنس کا جوڑا بنایا تاکہ مرد عورت کی طرف رغبت کرے۔" (اعراف۔ ۱۸۹)

مسلمان مرد اور مسلمان عورت میں روحانی اور اخلاقی مساوات اس طرح قائم کی گئی ہے کہ :

"بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور راست گو مرد اور راست گو عورتیں اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں اور خاکساری کرنے والے مرد اور خاکساری کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنیوالے

مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور کثرت سے خدا کو یاد کرنیوالے
مرد اور یاد کرنیوالی عورتیں ان (سب) کے لئے اللہ نے (ان کے
کئے کا صلہ) یعنی گناہوں کی معافی تیار کر رکھی ہے۔" (احزاب۔ ۳۵)

اسلام کے نزدیک عورت کی سب سے زیادہ اہمیت نسل انسانی کو برقرار رکھنے کی وجہ سے ہے۔ اگر عورت کے جسم کی ساخت پر غور کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد یہی ہے اور اپنی جگہ یہ مقصد عظیم الشان ہے۔ عورت کو وہی انسانی حقوق حاصل ہیں جو مرد کو حاصل ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن دونوں کا دائرۂ عمل الگ الگ ہے۔ دونوں اپنی اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ اشتراکِ عمل کر کے تمدن کی خدمت انجام دے سکتے ہیں۔ ان کے دائرۂ عمل میں نامناسب مقابلہ یا مسابقت نہیں ہے۔ بلکہ وہ ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔ مغربی تہذیب کے حکماء اور مفکر مرد اور عورت کی مکمل مساوات کے قائل ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے اپنی ایک تحریر میں اس عنوان پر اظہارِ خیال کیا ہے کہ:

"میں مرد اور عورت کی مساوات کا مطلق حامی نہیں ہوں۔ قدرت نے ان دونوں کے تفویض جدا جدا خدمتیں کی ہیں اور ان کے فرائض جداگانہ کی صحیح اور باقاعدہ انجام دہی خانوادہ انسانی کی صحت اور فلاح کے لئے لازمی ہے۔

مغربی دنیا میں جہاں نفسی نفسی کا ہنگامہ گرم ہے اور غیر معتدل مسابقت

نے ایک خاص قسم کی اقتصادی حالت پیدا کر دی ہے۔ عورتوں کو
آزاد کر دیا جانا ایک ایسا تجربہ ہے جو میری دانست میں بجائے
کامیاب ہونے کے اُلٹا نقصان رساں ثابت ہوگا۔ اور نظام
معاشرت میں اس سے بعید پیچیدگیاں واقع ہو جائیں گی اور عورتوں
کی اعلیٰ تعلیم سے بھی جس حد تک کہ افرادِ قوم کی شرحِ ولادت کا تعلق
ہے جو نتائج مرتب ہوں گے وہ بھی غالباً پسندیدہ نہ ہونگے خاندانی
وحدت کے رشتے جو بنی نوعِ انسان کی روحانی زندگی کا جزوِ اعظم
ہے۔ یہ حریت توڑ دیتی ہے۔

ملت بیضا پر عمرانی نظر صفحہ ۳

ہمارے نزدیک اقبال کے تذکرہ بالا خیالات بہت اسلامی تعلیمات
سے ملتے جلتے ہیں بشرطیکہ ہم عورت کے اعلیٰ تعلیم کے حق کو تسلیم کریں، اس لئے
کہ نبی کریم نے فرمایا ہے کہ :

"علم کا حاصل کرنا تمام مرد اور عورتوں پر فرض ہے۔"

علم میں ادنیٰ اور اعلیٰ دونوں قسم کی تعلیم شامل ہے۔ اس کے علاوہ
اگر ہم اسلامی تاریخ کی ورق گردانی کریں گے تو ہمیں حضرت عائشہ رض،
حضرت زینب رض، حضرت خدیجہ رض، حضرت رابعہ جیسی عالم و فاضل خواتین
ملیں گی۔

اگر عورتوں کو صحیح قسم کی اعلیٰ تعلیم ملے گی تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس وقت
کی ذمہ داریوں سے بے پرواہ یا کم توجہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم اور فرعون کی بیوی کو تمام دنیا کی عورتوں کے لئے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔

فرعون کی خصوصیت یہ تھی کہ انھوں نے فرعون اور اس کی قوم کے ظلم سے نجات چاہی تھی اور حضرت مریم کی خصوصیت یہ تھی کہ انھوں نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طاغوتی حکومت سے جہاد کرنا اور عصمت کی حفاظت کرنا دونوں حد درجہ مستحسن افعال ہیں جن کا مخصوص طریقہ پر ذکر کیا گیا ہے۔

حقیقت ہے کہ عورت کی صلاحیتیں مرد کی صلاحیتوں سے مختلف ہیں ان صلاحیتوں کو ایک بتانا اور ان کے فرق سے انکار کرنا فطرت کا منہ چڑانا ہے۔ عورت کی فطری صلاحیتوں کے سلسلہ میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر میری کیمپ بل نے لندن انسٹی ٹیوٹ آف ہائیجین میں اس طرح اظہار خیالات کیا تھا کہ :-

"عورتوں کے پھیپھڑے مردوں سے چھوٹے اور خون کے جراثیم مردوں سے کم ہوتے ہیں۔ عورتوں کے جسم میں آگ اس قدر تیزی سے نہیں جلتی ہے۔ اس سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ عورتیں مثل مردوں کے زیادہ محنت و مشقت کا کام نہیں کر سکتیں۔
دماغی اعتبار سے عورت اور مرد میں حسی فرق ہے نہ کہ ذہنی اعتبار سے عورت اور مرد تقریباً یکساں ہیں۔ عام طور پر مرد زیادہ طباع ہوتے ہیں۔ لیکن ساتھ ساتھ زیادہ احمق بھی وہی ہوتے

ہیں۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت اور مرد کی ساخت میں جسمانی طور پر فرق ضرور ہے اور مرد بہ نسبت عورت کے زیادہ جسمانی محنت کر سکتا ہے لیکن ذہنی اور روحانی اعتبار سے دونوں میں کوئی امتیاز نہیں ہے اور اسلامی قانون بھی اسی چیز کو پیش نظر رکھتے ہوئے عورت اور مرد کے حقوق اور فرائض قائم کرتا ہے۔

اسلام ازدواجی زندگی میں حُسنِ سلوک باہمی اعتماد اور مہر و وفا کا رابطہ مضبوط کرتا ہے۔ جس سے اچھی نسل پیدا ہوتی ہے اور دنیا اس کے لئے جنت کا نمونہ بن جاتی ہے۔ وہ یوروپین تہذیب کے مردوں اور عورتوں کے آزادانہ اختلاط مثلاً مل کر ناچنا۔ مل کر غسل کرنا۔ مل کر اسپورٹس کھیلنا۔ مل کر کلب گھر میں دن گزارنے کا سخت مخالف ہے اس لئے کہ اس طرز زندگی سے ہیجان، عریانی اور بے حیائی بڑھتی ہے اور بے اعتدالی کی زندگی سے صنفِ نازک کی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے اور قوم کی توانائی اور پیدائش میں کمی واقع ہوتی ہے۔ جو خاندان اور سوسائٹی کو غیر مستحکم بناتی ہے، اور تمدن میں خلل انداز ہوتی ہے۔

اسلام کا مسلمان عورتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں، شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں۔ اپنی زینت کے مقام کو نہ ظاہر ہونے دیں اور سینے پر دوپٹے اوڑھے رہا کریں۔ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ مارا کریں کہ جھنکار کی آواز سے ان کے پوشیدہ زیور معلوم ہو جائیں۔ دبی زبان سے

کسی مرد کے ساتھ بات نہ کیا کریں جس سے دوسروں کو شک ہو۔ اور جب ضرورت سے گھر سے باہر نکلا کریں تو موٹے کپڑے کی بڑی چادر اوڑھ کر گھونگھٹ نکال لیا کریں اور آنکھوں کی خیانت نہ کیا کریں اور اللہ سے ڈرتی رہا کریں۔ اس لئے کہ اللہ دل کی بات تک جانتا ہے۔ قرآن میں عورتوں کے باہر نکلنے پر منہ پر چادر لٹکا کر گھونگھٹ نکالنے کا حکم ملتا ہے۔ مگر اس پر غور کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ عورتوں کو چادر کا گھونگھٹ نکال کر نیچی نظر کئے ہوئے شرمساری کے ساتھ اپنے راستہ پر چلنا مناسب ہے۔ اگر اتفاقاً ان کی کسی مرد کی نظر سے نظر لڑ جائے تو عورت اور مرد کو فوراً اپنی نظریں ایک دوسرے سے بچا لینا چاہئیں۔ ایسا کرنے سے عورتیں راستہ چلنے میں اندھا بھینسا بھی نہیں بنیں گی اور نہ ان کے اور نہ مرد کے دل میں کسی قسم کا چور آئے گا۔

اسلام ہر جگہ اعتدال پر زور دیتا ہے اور ہمارے خیال میں بیچ میانی راستہ ہے اور ہر طرح کے خطرات سے بچا ہوا ہے۔ اسلام نے عورت کو مرد کے برابر اجرت اور معاوضے کا مستحق قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ وہ مرد کی برابر کام کرے۔ حالانکہ یہ حق یورپ کے بعض متمدن ممالک نے ابھی تک تسلیم نہیں کیا ہے۔

اسلام نکاح کو دو بالغ انسانوں، مرد اور عورت میں ایک معاہدہ قرار دیتا ہے۔ اور شوہر پر بیوی کا مہر ادا کرنا واجب کر دیتا ہے۔ اس نے عورت کے ساتھ حسن سلوک کی جا بجا تاکید کی ہے۔ اسلام نے بعض اخلاقی، قومی اور ملکی مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک مرد کو اس شرط کے ساتھ کردہ بیویوں میں عدل قائم رکھ سکے، چار نکاح تک کی اجازت دی ہے۔ واضح

ہے کہ اجازت کے معنی حکم کے نہیں ہیں۔ اور دوسرے اجازت بھی مشروط ہے
اور یہ شرط بھی آسان شرط نہیں ہے۔ اگر ہم تاریخ کی ورق گردانی کریں تو
ہمیں معلوم ہوگا کہ اس اجازت سے بہت ہی کم لوگوں نے استفادہ حاصل کیا ہے۔
مختصراً اسلام عورت کو چراغ خانہ، محبت کرنے والی ماں، ایک وفادار
بیوی، ایک خدمتگزار، اسلامی اور رفیع تمدن کی محافظ اور مزاج میں اعتدال
قائم کرنے والی شخصیت کی اہم خدمات تفویض کرتا ہے نہ کہ اسے شمع محفل اور
زینت انجمن کی شکل وصورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔

اسلامی دنیا میں تعلیم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ عورتوں میں بھی
بیداری کے آثار پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ اور وہ معاشرتی اور علمی اداروں میں
رفتہ رفتہ اپنی جگہ لیتی جا رہی ہیں۔ مسلمان عورتوں میں قومی اور انسانی خدمت
کے تحت سب سے زیادہ پیش پیش ہماری ترکی بہنیں ہیں جنھوں نے بلقان کی لڑائی
اور پہلی جنگ عظیم میں اپنے مسلمان بھائیوں اور اپنے وطن عزیز کی عظیم الشان خدمت
انجام دی اور جس کا اعتراف نہ کرنا عورتوں کے ساتھ ناانصافی کے
مترادف ہوگا۔

ترکی کی مشہور ومعروف ادیبہ خالدہ ادیب خانم نے اپنی جامعہ ملیہ
اسلامیہ سنہ ۱۹۳۵ء والی توسیعی تقریروں میں ترکی عورتوں کی پہلی جنگ عظیم کے
دوران میں خدمت کا اس طرح ذکر کیا ہے کہ :-

جنگ عظیم نے عورتوں کو ناقابل ذکر خدمت اور ایثار کے لئے مجبور
کیا۔ ترکی کے مرد جنگی محاذ پر تھے۔ ملک کے بیرونی راستے جارحین

طرف سے تقریباً گھر چکے تھے۔ ملک کے ایک کنارے سے لے کر دوسرے کنارے تک عورتیں ہی عورتیں اقتصادی پیداوار کی ذمہ دار تھیں۔ جنگی محاذ کے پیچھے فوج کے کام کیلئے عورتوں کی بٹالین کافی بڑی تعداد میں لگانی پڑی تھی۔ فوج کی ضرورت، راشن اور کپڑا تمام کام عورتیں ہی مہیا کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ کے محکمہ جات کو عورتوں ہی میں سے بھرتی کرنی پڑتی تھی۔ ۱۹۱۶ء تک عورتیں تعلیم اور تجربہ میں اس قدر ترقی کر چکی تھیں کہ وہ حکومت کے کام میں صحیح معنوں میں کافی نمایاں حصہ لے سکتی تھیں۔"

دوسرے اسلامی ممالک کی بہنوں کو بالخصوص اور دیگر ممالک کی بہنوں کو بالعموم ترکی عورتوں کی قومی خدمات سے سبق لینا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ اسلامی زندگی کو ہر ممکن طریقے سے اپنا نصب العین بنائیں۔ اور قرآن کے اصولوں پر چلیں۔



قرآن اور عورت

(عطاء اللہ پالوی)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ
صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ؕ
(الحجر ۳۰)

اور ہم نے بجتی ہوئی مٹی سے جو سڑے
گارے سے بنی تھی انسان کو پیدا کیا۔
(الحجر ۳۰)

یہ تو ہوا آدم کی پیدائش کا ذکر جو سب سے پہلے مرد تھے اور اس کے بعد۔

وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا
لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا
(اعراف ۲۴)

اور ان ہی سے ان کی بیوی کو پیدا
کیا تاکہ وہ اس سے تسکین حاصل کریں۔
(اعراف ۲۴)

اور اس طرح ہوئی حضرت حوا کی تخلیق جو سب سے پہلی عورت تھیں۔

اس کے بعد :۔

وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ
الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا
تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا
مِنَ الظَّالِمِينَ ؕ
(اعراف ۳)

اور ہم نے حکم دیا کہ اے آدم تم اور
تمہاری بیوی دونوں بہشت میں رہو
اور بہ فراغت کھاؤ پیو جس جگہ سے چاہو
مگر اس درخت کے پاس نہ جائیو ورنہ
تم بھی انھیں میں شمار ہو جاؤ گے

جو اپنا نقصان کر بیٹھتے ہیں۔

(اعراف ۲۰)

مگر ایسا نہ ہو سکا۔ عورت کو جس بات سے منع کر دیا جاتا ہے اسے وہ ضرور کرتی ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی کتاب "کتاب پیدائش" باب اوّل میں بتایا گیا ہے کہ شیطان نے حوّا کو بہکایا۔

اور دیکھا عورت نے کہ اچھا ہے درخت
کھانے کو۔ اور لیا اس نے اس
کے پھل سے اور کھا لیا اور دیا اپنے
مرد کو بھی اپنے ساتھ اور اس نے
کھا لیا۔[1]"

مرد ہمیشہ عورت کی بات میں پڑ کر تباہ ہوتا ہے چنانچہ خبر دی جاتی ہے کہ

اور کہا ہم نے آدم کو کہ سنا تو نے اپنی
عورت کا کہنا اور کھا لیا۔ اس درخت
کا پھل جس کے بارے میں تجھ کو سمجھا دیا
تھا کہ ہرگز نہ کھانا اس کو؟"

" اور کہا آدم نے وہ عورت

[1] حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کتاب عبرانی زبان میں ہے اور اس زبان کا پڑھنا مسلمانوں کی دسترس سے باہر ہے۔ لہٰذا اصل آیات کو چھوڑ کر اس کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ (عطاء اللہ پالوی)

جو تو نے دی ہے میرے ساتھ اس نے دیا۔ مجھ کو اس درخت کا پھل اور کھایا میں نے۔"

یہ سب سے پہلا قصور تھا جو سب سے پہلی "عورت" سے سرزد ہوا اور مرد بھی اس کی زد میں آگیا۔ اس عدول حکمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ "مرد" "عورت" اور "شیطان" تینوں کو انفرادی اور اجمالاً دونوں طرح کی سزا ملی۔ اجمالی یہ کہ:

اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ ۔ (اعراف ۲۰)

نیچے جاؤ اس حالت میں کہ تم بعضے دوسرے بعضوں کے دشمن ہو گے اور تمہارے واسطے زمین رہنے کی جگہ ہے۔ (اعراف ۲۰)

اور انفرادی "مرد" آدم کو یہ سزا دی گئی ہے کہ:

یہ جو ملعون تیرے واسطے زمین ساتھ محنت کے کھائے گا تو تمام دن اپنی زندگی کے۔ اور کونپل اور کانٹے اگائے گی زمین واسطے تیرے اور کھائے گا تو گھاس میدانوں کی اور پسینے سے کھائے گا روٹی۔

"عورت" (حوا) کا جرم زیادہ سخت تھا۔ اس لئے زیادہ سخت سزا دی گئی کہ۔

اور کہا عورت کو بہت بڑھے گا رنج

تیرا اور عمل تیرا اور ساتھ سختی کے جنے
گی تو اولاد کو اور طرف مرد کے رہے گا
شوق تیرا اور وہ مسلط رہے گا تجھ پر۔"

اور بانیٔ فساد شیطان کو یہ سزا ملی کہ جنت سے نکالا گیا ہمیشہ کے لئے طوق کر دیا گیا اور کہہ دیا گیا فَاخْرُجْ فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ اس حکم کے بعد تینوں زمین پر پھینک دیئے گئے۔ یہاں پہنچکر "آدم" تو اظہار ندامت اور عرض پشیمانی کرکے اس قابل ہو گئے کہ :-

فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ	پس حاصل کر لئے آدم نے اپنے رب سے چند الفاظ اور اللہ نے رحمت کے ساتھ پر توجہ کی
(بقرہ ۴)	(بقرہ ۴)

مگر عورت تو کبھی اپنا قصور تسلیم نہیں کرتی اور نہ غلطی کو قبول کرکے اظہار ندامت گوارا کرتی ہے" لہٰذا "حوا" بدستور معتوب و مغضوب رہیں۔ تا آنکہ حضرت آدم کے تحت ان کو بھی معاف کر دیا گیا۔ کیونکہ جب کسی جرم پر بازپرس کی جاتی ہے تو اصل سے کی جاتی ہے نہ کہ فرع سے۔ اسی طرح معافی کا تعلق بھی اصل سے متعلق ہو کر ماتحت پہنچتا ہے۔

انسانی آبادی جب بڑھی تو باہم اختلافیاں اور زیادتیاں بھی بڑھیں۔ تا آنکہ حد سے تجاوز کر گئیں۔ اور ضرورت ہوئی کہ ان کی ہدایت رہبری کے لئے رسالت و پیغمبری کا سلسلہ شروع کیا جاتے۔ چنانچہ حضرت نوح

علیہ الصلوٰۃ والسّلام رسول بنا کر بھیجے گئے۔ یہ رسول عشرہ مبشرہ کے مہمان نہ تھے بلکہ :۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ (عنکبوت ۲)	اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ سو وہ ان میں پچاس برس کم ایک ہزار برس رہے (عنکبوت ۲)

مگر ساڑھے نو سو برس کی رشد و ہدایات بھی اولادِ آدم و حوّا کو راہِ راست پر نہ لا سکی۔ اور سوائے چند افراد کے حضرتِ نوح علیہ السّلام پر کوئی ایمان نہ لایا۔ آخر حکم ہوا کہ

اِنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔ (ہود ۴)	سو ان کے جو ایمان لا چکے ہیں اور کوئی شخص اب تمہاری قوم میں ایمان لائیگا۔ سو جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں تم اس پر کچھ غم نہ کرو اور تم ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر لو اور ہم سے نافرمانی کے بارے میں کچھ نہ کہنا وہ سب غرق کر دیئے جائیں گے۔ (ہود ۴)

چنانچہ طوفان آیا اور جب کشتی میں حضرتِ نوح علیہ السّلام سوار ہونے لگے تو انھوں نے اپنی بیوی اور اس کے لڑکے (کنعان) کو بھی جو اس کے پہلے شوہر سے تھا بلایا۔ مگر "عورت" اپنے شوہر کی بات کم ہی مانتی ہے اس لئے اپنے کو شوہر سے زیادہ عقلمند تصور کرتی ہے۔ لہٰذا وہ نہ خود کشتی

میں سوار ہوئی اور نہ اس نے اپنے بیٹے کو سوار ہونے دیا "مرد" بھی جب عورت کی بات میں آجاتا ہے تو تباہ ہی ہو کر رہتا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں ماں بیٹے غرق ہو کر رہ گئے۔

سب سے پہلے انسان (آدم) کی بیوی تو نافرمان ثابت ہی ہو چکی تھی۔ ان سب سے پہلے پیغمبر کی یہ بیوی بھی نافرمان ظاہر ہوئی۔ اللہ رے عورت کی معصیت اب وہ زمانہ آیا کہ عورت کا پایہ مردوں کے ایک طبقہ کی نگاہ میں گر گیا تا آنکہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد دوسرا پیغمبر مبعوث ہوا۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ۝

(اعراف ۱۰)

اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا۔ تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر؟ تم حد سے گزر گئے ہو۔ ان کی قوم سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو یہ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔ سو ہم نے لوطؑ اور ان کے متعلقین کو بچا لیا بجز ان کی بیوی کے کہ وہ ان ہی لوگوں

میں رہی۔

(اعراف ۱۰۰)

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی پیغمبر کی بیوی تھی۔ مگر تھی تو معتوب حوا کی بیٹی جس کی فطرت ہی یہ ہے کہ وہ کوئی بات راز میں نہیں رکھ سکتی اور جس چیز کے لئے اسے منع کر دیا جاتا ہے اس کو وہ ضرور کرتی ہے۔ قوم لوط کی تباہی کے لئے ایک دن چار فرشتے انسانی شکل میں خوب صورت لڑکے بن کے آئے تاکہ شب میں اس قوم اور بستی کو تباہ کر دیں۔ حضرت لوط نے ان کو انسان اور مہمان سمجھا اور قوم کے خوف سے زنانہ مکان میں چھپا کر بیوی کو تاکید کر دی کہ ان مہمانوں کی خبر کسی فرد کو نہ ہونے پائے۔ مگر بیوی نے فوراً قوم کو اس واقعہ کی خبر کر دی اور بالآخر اپنے اعمال کے نتیجے میں حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کی طرح لوط علیہ السلام کی بیوی بھی اپنی پوری قوم کے ساتھ دوزخ کا لقمہ بن گئی اور دردناک انجام کیا حالانکہ وہ خدا کے برگزیدہ بندوں کی بیویاں تھیں۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا الصَّالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۔

اللہ کافروں کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کا حال بیان کرتا ہے۔ وہ دونوں ہمارے خاص بندوں میں سے دو بندوں کے نکاح میں تھیں۔ سو ان عورتوں نے اپنے بندوں کا حق ضائع کیا۔

تو وہ دونوں نیک بندے اللہ کے
مقابلے میں ان کے ذرہ بھر بھی کام نہ
آسکے اور ان کو حکم ہوگیا کہ اندر جانے
والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں
جاؤ۔ تحریم (۱)

غرض اس طرح عورت اپنی مسلسل نافرمانیوں اور بداعمالیوں
کے سبب خدا کے غضب کا شکار رہتی چلی آئی ہے یہاں تک کہ لاکھوں
ماہ و سال اور گزر گئے ۔!

اب حضرت یوسف علیہ السلام تشریف لائے۔ قسمت نے ان
کو عزیز مصر کے گھر پہنچایا۔ وہاں عزیز مصر کی بیوی کی نگاہ بد کا نشانہ بن گئے
چند طرح کی لگاوٹوں کے بعد جب ناکامی ہوئی تو زلیخا کو اور بھی کد ہوگئی۔
"عورت" کو جب احساس شکست ہوتا ہے تو وہ نسوانیت کی فطری زنجیر کو
بھی توڑ کر پھینک دیتی ہے۔ زلیخا نے حیلہ و مکر سے حضرت یوسف کو کمرے
میں پہنچایا۔ مگر اس کا جادو ایک بھی نہ چلا۔ تا آنکہ گیر و گریز کی نوبت آگئی
اور زلیخا کے ہاتھ میں یوسف تو نہ آئے، البتہ حسرت و یاس کی یادگار کے طور
پر دامن یوسف کا ایک ٹکڑا رہ گیا۔ اس واقعہ نے اس قدر شہرت پکڑی کہ
مصر کی عورتوں کا یہ خاص موضوع ہو کر رہ گیا۔ عورت اپنی لغزش پر کبھی
پشیمان نہیں ہوتی۔ بلکہ ہٹ دھرمی سے اس غلطی پر اور مصر ہو جاتی ہے لہذا
ڈھٹائی دیکھئے کہ جب زلیخا کو اس کی خبر ملی تو اس نے متقدر معترضین عورتوں کو کھانا

کر کے یوسف کو بلوا کر ان کو دکھایا کہ:-

فَذٰلِکُنَّ الَّذِیْ لُمْتُنَّنِیْ فِیْہِ
وَلَقَدْ رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ
فَاسْتَعْصَمَ وَلَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ
مَآ اٰمُرُہٗ لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَکُوْنًا
مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ٥
(یوسف ۴)

یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں
تم مجھ کو برا بھلا کہتی ہو اور واقعی
میں نے اس سے اپنا مطلب حاصل
کرنے کی خواہش کی تھی مگر یہ پاک
صاف رہا۔ اور اگر آئندہ یہ میرا کہنا
نہ کرے گا تو بے شک جیل میں رہے گا
اور بے عزت بھی ہو گا۔"

(یوسف ۴)

محبت کی دنیا میں امیر عورت ہمیشہ ناکام رہی ہے۔ چنانچہ زلیخا بھی ناکام و نامراد ہی رہی۔

ایک تو پہلے ہی معتوب الٰہی ہونے کے سبب "عورت" دنیا میں ذلیل و خوار تھی۔ مگر زلیخا کی اس نئی تازہ حرکت نے خدا کو "عورت" کی جانب سے اور بھی بے پروا کر دیا۔ خدا کے برگزیدہ پیغمبروں کے ساتھ پیہم عدم وفاداری اور مسلسل کاٹ چھانٹ کی عورت کو یہ سزا ملی کہ اس واقعہ کے بعد عورت کے متعلق مردوں کی رائے ایک دم بدل گئی۔ نتیجتاً عورت ساری دنیا میں جس طرح ذلت و رسوائی اور حقارت و بے عزتی کا شکار بنی وہ تاریخ کا نہایت دردناک اور حد درجہ عبرت انگیز حادثہ ہے۔

اگر اس عہد سے قطع نظر کر لیا جائے جسے وحشت و بربریت سے تعبیر کیا جاتا ہے تو بھی کثرت سے اس کے شواہد ملتے ہیں کہ عہد تہذیب و عمرانیت میں بھی ہر ملک اور قوم میں کوئی ایسا وحشیانہ سلوک نہ تھا جو عورت کے ساتھ روا نہ رکھا گیا ہو اور دنیا کی کوئی ذلت و رسوائی ایسی نہ تھی جو اس طبقے کو برداشت اور ہر جگہ برداشت نہ کرنی پڑی ہو۔ دنیا کا مشکل ہی سے اور کوئی مسئلہ ایسا ملے گا جس میں اس قدر کثرت کے ساتھ لوگوں نے اتفاق رائے سے کام لیا ہو جتنا کہ عورت کے ساتھ بدسلوکی و بے اعتنائی کے مسئلہ میں وہ متحد الخیال ہیں۔ حتیٰ کہ زمانے تک یہی امر باعث نزاع رہا کہ عورت "انسان" بھی ہے یا نہیں؟ عورت کی دنیا قطعاً تاریک ہو کر رہ گئی تھی۔ اس سے پیدا ہونے اور عرصۂ حیات میں قدم دھرنے تک کا حق چھین لیا گیا تھا۔ عورت پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دی جاتی تھی اور جو زندہ بچ جاتی تھی اس کو کسی نہ کسی بہانے کسی نہ کسی جرم کی پاداش میں یا تو زندہ آگ میں جلنا پڑتا تھا یا پھر وہ ذبح کر ڈالی جاتی تھیں اور جو زندہ رہ جاتی تھیں ان کی زندگی تو موت سے بھی بدتر تھی۔ وہ مرد کا یا تو ذریعۂ تفریح تھیں یا سبیل آمدنی۔ عورت کی نہ جداگانہ کوئی ہستی تھی نہ اس کا کوئی حق۔ اس کا تہذیب و معاشرت میں بھی کوئی دخل نہ تھا۔ لوگ یا تو عورت کو مویشیوں کی طرح رکھتے، سمجھتے، اور استعمال کرتے تھے یا پھر اسے بچہ پیدا ہونے کی مشین تصور کرتے تھے۔ وہ ذرا ذرا سی بات میں مار کھاتی تھی۔ معمولی معمولی سی غلطیوں پر سزائے موت کی مستحق سمجھی جاتی تھی۔ نہ اس کی نزاکت قابل رحم تھی، نہ

بے زبانی۔ نہ اس کے جذبات قابلِ احترام سمجھے جاتے تھے، نہ اس کے محسوسات! نہ اس کو باہر نکلنے کی اجازت تھی نہ گھر میں زیب و زینت کی نہ اس کو علم و ہنر حاصل کرنے کا حق تھا۔ نہ عبادت و ریاضت کا! وہ ایک جانور تھی زبان بلائے بغیر مرد کے تمام احکامات کی خوش دلی سے تعمیل کرنی پڑتی تھی چاہے وہ اخلاق سوز ہی کیوں نہ ہوں۔ ایسے سارے مظالم خاموشی سے برداشت کرنے پڑتے تھے، چاہے وہ دردناک ہی کیوں نہ ہوں۔ غرض عورت پر ایسا نازک دور گزر رہا تھا کہ وہ انتہائی بے کسی بے بسی کی حالت میں جسمانی اذیت اور روحانی صعوبت سے گھبرا کر موت چاہتی تھی۔ مگر موت بھی نہ آتی تھی۔ آتی بھی کیسے کہ :-

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا	"اور کسی ذات کو موت نہیں آسکتی الا یہ کہ اللہ وقت مقررہ پر حکم دے"
(آل عمران - ۱۵)	(آل عمران - ۱۵)

غرض صدیوں پر صدیاں گزرتی رہیں ——— مگر عورت بدستور مغضوب و معتوب اور محزون و ملول رہی۔ پیغمبر پر پیغمبر آتے رہے مگر کوئی بھی عورت کا فریاد رس نہ بن سکا۔ صحائف پر صحائف نازل ہوتے رہے مگر ایک بھی عورت کے درد کی دوا نہ لا سکا۔ عورت جہاں تھی وہاں علی حالہٖ رہی جانکنی کا عالم اس پر جس طرح مسلط وہ بدستور رہا۔ تا آنکہ وہ مسعود و محمود زمانہ آگیا جب کہ عرب کی مقدس سرزمین نے دنیا سب سے بڑا انسان اخلاق کا سب اعلیٰ معیار، مظلوموں کا سب سے بڑا فریادرس

بیکسوں کا سب سے بڑا سہارا، غلاموں کا سب سے بڑا والی اور اللہ کا سب سے بڑا اور سب سے آخری رسول پیدا، ظاہر اور مبعوث ہوا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (فتح ۴)	محمد خدا کے رسول ہیں۔ (فتح ۔ ۴)
وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (انبیاء ۷)	ہم نے ان کو بھیجا ہے دنیا جہان کے لوگوں پر شفقت و مہربانی کرنے کے لئے۔ (انبیاء ۷)
وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ (احزاب ۵)	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، بلکہ خدا کے رسول ہیں۔ اور سب سے آخری نبی ہیں۔ (احزاب ۔ ۵)
وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم)	"بیشک وہ اخلاق کے اعلیٰ پیمانہ ہیں" (القلم ۔ ۱)

دنیا کا یہ سب سے بڑا انسان صرف تنہا ذات سے نہیں آیا۔ بلکہ وہ ایک کتاب بھی لایا، اور وہ بھی حرفِ آخر کی حیثیت سے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (النحل ۱۲)	اور ہم نے قرآن اتارا جو تمام باتوں کا بیان کرنے والا ہے، اور مسلمانوں کے واسطے بڑی ہدایت اور بڑی رحمت اور بڑی خوشخبری والا ہے۔ (النحل ۔ ۱۲)

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ؕ	"یہ قرآن تمام جہان کے لئے نصیحت ہے۔"
(القلم ۴۰)	(القلم ۲)
هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ؕ	"یہ قرآن تمام آدمیوں کے لئے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت و رحمت کا ذریعہ ہے۔" (جاثیہ ۲)
(جاثیہ ۲۰)	
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ	یہ وہ کتاب ہے جس میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔"
(بقرہ ۱۰)	(بقرہ ۱۰)

عورت کی ہولناک مصیبتوں کا سلسلہ لامتناہی قائم تھا۔ اس کی موت سے بدتر زندگی کو لاکھوں برس ہو چکے تھے۔ اسے اپنی نافرمانی و نافرجامی کی بے پناہ سزا مل چکی تھی اور آخری رسول یہ حکمنامہ لیکر آئے تھے کہ

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اور اپنے پیروؤں پر شفقت رکھئے۔

(الحجر ۶۶) (الحجر ۶)

اگر اب بھی اس آخری موقعہ پر عورت پر رحم نہ کیا گیا ہوتا تو پھر کبھی بھی اس کی نجات کی کوئی صورت نہ نکلتی۔ اللہ کا یہ رسول "خاتم النبین" اور "رحمۃ اللعالمین" جن کے ہمیشہ کے لئے آخری طور پر آیا تھا۔ اس پیغمبر کے بعد جو کمی رہ جاتی تو پھر کبھی بھی پوری نہ ہوتی۔ اس کے عہد میں کوئی قوم اور کوئی لوٹی محروم رہ جاتی تو پھر اس کی حالت سنبھالنے والا قیامت تک کوئی پیدا نہ ہوتا۔ یہ پیغمبر "کتاب مبین" اور "ذکر اللعالمین" لے کر آیا تھا۔

اگر "قرآن" کسی کا حق اور حصہ اس کو نہ دلا دیتا۔ کسی کے ساتھ مروت و انصاف کرنے سے قاصر رہ جاتا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اس کے کام نہ آتی لہٰذا درگاہِ خداوندی سے عورت کا بھی قصور معاف کیا جاتا" اور اسے مناسب رتبہ بخشا جانا طے ہو گیا اور اس کے گزشتہ گناہوں سے قطع نظر کرنے کا بہانہ پیدا کرنے کے لئے "رحمۃ للعالمین" کو حکم دیا گیا کہ:۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اپنے اور مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی طلب کرو۔

(محمد)

اللہ رے رحمتِ خداوندی اور واہ رے محبت رسولؐ۔ گناہ اور نافرمانی تو عورت کرے، لیکن معافی رسول چاہیں۔ جب ہی تو پیروانِ محمدؐ کو حکم دیا گیا کہ:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

(احزاب ۔ ۷)

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے اس پیغمبر پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے مسلمانوں تم بھی اس پر خوب رحمت اور خوب سلام بھیجا کرو۔

(احزاب ۔ ۷)

چنانچہ پیغمبر نے ایسا ہی کیا اور قرآن نے عورت کی ساری تکالیف کا خاتمہ کر دیا۔ "قرآن" دنیا کی واحد کتاب ہے۔ جس نے عورت کو نہ صرف ایک پُرجلال زندگی بخشی اور ایک باوقار رتبہ عطا فرمایا۔ بلکہ چشم زدن میں

فرش سے اُٹھا کر عرش پر بٹھلا دیا۔
قرآن نے عورت کی ایک جداگانہ ہستی قائم کی۔ مرد کا لباس اور زینت قرار دے کر عبادات اور معاملات میں اسے مرد کے برابر مساواتی درجہ دیا۔ قرآن نے عورت کو حسن سلوک اور خلق و مروت کا مستحق قرار دیا۔ ازدواجی حقوق کا مالک گردانا۔ خانگی زندگی اور ذمہ داریوں کی تفصیل و تشریح بتا کر اس کی حد مقرر کی۔ زجر و توبیخ کی مذمت کر کے اس کی شرائط طے کر دیں۔ بے پناہی اور تشدد کا خاتمہ کر کے انتہائی مجبوری کے موقعہ پر مرد سے نجات حاصل کرنے کا بھی حق دیدیا۔ تعدد ازدواج کے بے پناہ سیلاب پر ایک مضبوط بند باندھا۔ طلاق کی شرائط کو آخری حد تک سخت کر کے اسے مشکل ترین بنا دیا۔ طلاق ہو جانے کی صورت میں عقد ثانی کی اجازت دیکر کس مپرسی کی مصیبت کا خاتمہ کر دیا۔ میراث کے طور پر بٹنے سے نجات دلا کے عورت کو اپنے مال کا مالک مقرر کیا۔ شوہر سے مہر کی رقم اور خورد و نوش و پوشش کو منوایا۔ بچوں کی پرورش و پرداخت کی قیمت دلائی۔ وراثت میں شریک گردانا۔ والدین، شوہر اور بیٹے سے ترکہ دلوایا۔ قتل کے ہولناک انجام کو ایک قلم موقوف کر کے محض کر کے محض تادیب و تنبیہہ پر اکتفا کیا۔ علم و ہنر حاصل کرنے کی اجازت اور زیب و زینت کا حق دلایا۔ حد یہ کہ قرآن نے عورت کی جائز خواہشات کی تکمیل صحیح جذبات کی تکریم اور نازک قلب کی تالیف کا حکم دیا۔ عورت کے لئے کچھ نہ تھا۔ مگر قرآن نے نازل ہو کر سب کچھ دلا دیا۔ قرآن کا یہ پوچھنا کیا غلط ہے کہ:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ؕ (النحل ۳) — اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو گن نہ سکو گے۔ (النحل)

قرآن نے ابتدائے آفرینش سے عورت کی جس قدر بھی حق تلفی ہوئی تھی سب کو یک قلم ختم کر کے سب کی سب پوری کر دی۔ ان کے حقوق کے متعلق جس قدر فروگذاشتیں ہوتی آئی تھیں چن چن کے سب کا ازالہ کر دیا۔

بقول قرآن:-

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ (آل عمران ۱۱) — "تم لوگ دوزخ کے خوفناک گڑھوں کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ سو اللہ نے تمہاری جان بچائی۔" (آل عمران - ۱۱)

یہی وجہ تھی کہ جس وقت اور جس لمحہ "قرآن" نازل ہوا سب سے پہلے عورت نے اس کو لبیک کہا اور اس پر ایمان لائی۔ غارِ حرا سے آکر جب رسولؐ نے حضرت خدیجہؓ سے اس کا ذکر کیا تو وہ فوراً کہہ اٹھیں کہ:-

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ — "میں شہادت دیتی ہوں کہ سوائے اللہ کے اور کوئی الٰہ نہیں ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں اور اس کے بندے ہیں۔"

عورت نے قرآن پر اس وقت ایمان اختیار کیا جس وقت کوئی بھی دنیا میں مسلمان نہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ حضرت خدیجہؓ کی یاد رسول اللہ کے دل سے آخر دم تک نہ گئی مگر عورت کی تلون مزاجی دیکھئے کہ جس قرآن کو سب سے پہلے عورت نے

لبیک کہا اور جس قرآن نے عورت کو قیامت تک کے لئے مصیبتوں سے چھٹکارا دلایا۔ اسی قرآن سے سب سے پہلے عورت برگشتہ ہوئی جس قرآن نے عورت کو غارِ رسوائی اور قعرِ مذلت سے نکالا۔ آج اسی قرآن کو عورت جزدان میں لپیٹ کر فراموش کر گئی ہے حالانکہ قرآن نے خوب سمجھا کر جتلا دیا تھا کہ:

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ ط

(النساء ۱۱)

تم کو جو کوئی خوش حالی پیش آتی ہے وہ صرف اللہ کی جانب سے ہے۔ اور جو بدحالی پیش آوے وہ خود تیرے سبب سے ہے۔

(النساء - ۱۱)

لہذا ــــ!

خُذُوا مَا آتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(بقرہ - ۸)

اس کتاب کو جو ہم نے نازل کی ہے مضبوطی سے پکڑے رہو اور یاد رکھو ان احکامات کو جو اس میں ہیں جس سے امید ہے کہ تم پرہیزگار رہو۔

(بقرہ - ۸)

نفسیاتی طور پر یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ:۔

وَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى أَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ

ممکن ہے تم پر کوئی امر گراں گذرے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی امر کو

أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ٥ (بقرہ - ۲۶)

مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خرابی لائے۔ سو یہ اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔" (بقرہ - ۲۴)

مگر عورت کچھ زیادہ دن اس نصیحت کو پیش نظر نہ رکھ سکی اور جلد ہی سب کچھ بھول بیٹھی۔ قرآن نے عورت کو جو مرتبہ بخشا تھا وہ ہر لحاظ سے کافی اور کامیاب تھا بقول قرآن وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ط (ابراہیم ٥)

تم نے جو چیز مانگی ہم نے ہر چیز دی۔ (ابراہیم - ٥)

یہاں تک کہ عورت نے نہ صرف دینی مرتبے حاصل کئے بلکہ تخت و تاج تک رسائی حاصل کی۔ چنانچہ آج "شجرۃ الدر" کے نام سے کون واقف نہیں۔ جو مصر کی تخت سلطنت پر بیٹھی اور جس نے قرآن پر عمل اور بھروسہ کر کر حروب صلیبیہ میں وہ حصہ لیا اور فرانس کے بادشاہ لوئی نہم کو ایسی شکست فاش دی کہ یورپ کی تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکے گی "آتش" کو کون نہیں جانتا جس نے ایران کے تخت کو زینت بخشی۔ سلطان شمس الدین التمش کی بیٹی "رضیہ" سے کون لاعلم ہے جس نے ہندوستان کے تخت کو سرفراز کیا۔

قرآن کا یہ اعجاز تھا کہ جو اس کے نہ ماننے والے تھے ان کی آنکھیں کھل گئیں اور انہوں نے بھی عورت کے معاملہ میں اس سے گونا سبق لیا۔ اور دیکھ لیجئے کہ یورپ میں عورت جو قرآن کے نزول سے پہلے جانور سے بھی

زیادہ بدتر اور ذلیل تھی۔ اب خدا سے بھی برتر بنائی اور سمجھی جا رہی ہے نعوذ باللہ
اور وہاں مرد چاہے عبادتگاہوں میں جاتے ہوئے سر نہ جھکائے اور ٹوپی
نہ اُتارتے ہوں مگر عورت کے سامنے آتے ہی ٹوپی اُتار لیتے ہیں اور مؤدبانہ
سر جھکا دیتے ہیں۔ مگر چونکہ عورت کے حقوق دنیا یورپ میں قرآن کی روشنی
میں تھا اور نہ قرآن کی طرح کسی حدود و ضابطہ کے تحت! لہذا یورپ میں
عورت آزادی اور سہولت پا کر شتر بے مہار بن گئی۔ مساوات کے جنون اور
شوق میں اتنا دوڑ کر بڑی کہ ٹھوکر کھا کر گر گئی۔ غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا
ہے کہ باوجود اس آزادی و دستگاری ابھی تک یورپ کی "عورت" اتنے
حقوق بھی حاصل نہیں کر سکی ہے جتنے اب سے ساڑھے تیرہ سو برس
پہلے عورت کو قرآن کریم نے دیئے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مغرب
نے عورت کو اس کی نسوانیت کا لحاظ اور اس کی فطری کمزوری کی رعایت
کئے بغیر اسے آزادی اور حقوق دیئے۔ مگر قرآن نے عورت کی فطری حالت
اور نسوانی صلاحیت کا خیال رکھتے ہوئے حقوق و مراعات دی ہیں۔ نتیجۃً خود
دیکھ لیجئے اب وہاں بھی عورت کو اپنی حماقت کا اندازہ ہو چلا ہے۔ انگلینڈ
کی مشہور مضمون نگار عورت "میڈم مارگریٹ نارمن لا" نے اپنے ایک مضمون
میں بتایا ہے کہ یورپ میں اس وقت عورت کا کیا پایہ ہے۔ وہ لکھتی ہیں:۔

"عورت" دنیا میں سکون و اطمینان پیدا کرنے کے لئے آئی تھی،
لیکن میں دیکھتی ہوں کہ یورپ کی عورت دنیا کے لئے ہنگامہ اور بے چینی کا
سبب بنی ہوئی ہے۔ موجودہ زمانے کے مردوں کی بے بسی قابل رحم

Margaret Norman Law ?

ہے۔ کہ وہ عورت جو کبھی مردوں کے زخموں پر مرہم رکھا کرتی تھی آج مردوں کے سینوں کا زخم بن گئی ہے۔ یہ سب موجودہ تہذیب و تمدن کی لعنت ہے۔"
پھر آگے چل کر فرماتی ہیں کہ :-
"اگر یورپ کی عورت نے اپنے آپ کو یونہی رکھا اور ان میں عورت کی اعلیٰ صفات نمایاں نہ ہوسکیں تو میں نہیں سمجھتی کہ یورپ کی آئندہ نسلیں ملک کے لئے کیا مفید ہوسکیں گی اور ایک شریف عورت اور ایک فاحشہ میں کیا فرق باقی رہے گا؟"
آخری ٹکڑا اس کا یہ ہے :-
میری آزاد خیال بہنیں یقینی طور پر مجھ سے ناراض ہوں گی۔ اگر میں ان سے صاف صاف کہہ دوں کہ تم نے عورت کو دنیا میں ذلیل کردیا ہے ہم نے اس بلند وقار کو خاک میں ملا دیا ہے جو بنی نوع انسان کی ترقی کا سب سے بہتر ذریعہ تھی۔"
حقیقتاً قرآن نے عورت کو جتنا کچھ دیا تھا وہ ہر لحاظ سے کافی تھا۔ اور مسلمان عورت نے اس کو پا کر ہزاروں تکالیف سے نہ صرف نجات حاصل کرلی بلکہ کونسی عزت ہے جو نہ پائی۔ کونسا رتبہ ہے جو نہ حاصل کیا۔ کونسی چیز ہے جو اسے نہ ملی ہو۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ عورت بڑی سے بڑی مصیبت کو بھی محض تھوڑی دیر میں ذرا سا ہی سکون ملنے پر بھول بیٹھتی ہے۔ چنانچہ بدقسمتی سے محض تیرہ سو برس کے بعد بالکل مختصر سے وقفے میں مسلمان عورت پھر شیطان کے فریب میں اسی طرح آگئی جس طرح اسلام سے پہلے مبتلا

تھی۔ اس وقت مسلمان عورت قرآن کو بالکل نظر انداز کر چکی ہے۔ جبالت نے مشرقیت سے تعبیر کر کے بزرگ وا ستہزا سے کام لے کر اس وقت مشکل سے پانچ فیصدی عورتیں قرآن پر عامل تو کجا قرآن سے واقف بھی نہ ملیں گی۔

اس وقت شاید ہی کوئی مسلمان عورت قرآن کے احکام و معانی پر حاوی ہو۔ اور یہ بتا سکے کہ قرآن کیا ہے؟ اسمیں عورت کا ذکر کہاں کہاں ہے؟ اس کے حقوق و فرائض اور خصوص و مراتب کیا کیا ہیں؟ عورت کو قرآن نے کیا دیا اور کیا ہے؟ قرآن کا اس سے کیا مطالبہ ہے؟ کس کس انداز کلام کے قرآن نے مسعود اور کس کس وطیرے کو نا محمود بتایا ہے؟ دنیا کی ترقی دین کی کس کس بات کی پابندی پر موقوف و منحصر ہے؟ مارگریٹ یورپ کی عورت تو رو رہی ہے۔ حالانکہ اس کو قرآن جیسی کوئی واضح اور مبارک کتاب نہیں ملی ہے۔ مگر مسلمان عورت تو قرآن کے ہوتے ہوئے یورپ کی عورتوں کو اپنے تعالیٰ و تراکیب سے شرما رہی ہے۔ اس وقت صحیفۂ آسمانی مسلمان عورت کے پیچھے ہے اور روایات مغربی سامنے! فی زمانہ خدا ان کے پس پشت ہے۔ اور شیطانی مجسمہ تمام اندیشوں سے بے فکر اور ہر قسم کے خطرات سے بے نیاز ہو۔ مسلمان عورت کو قرآن کی اس تنبیہ سے کون آگاہ کرے۔؟

أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ	"کیا اللہ کی گرفت سے تم کو بےفکری ہو گئی ہے؟ سو خدا کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آگئی ہو۔ اور کوئی بے پروا نہیں ہوتا"
(اعراف ۱۲۰)	

آج کل مسلمان عورت دین سے غافل اور دنیا کی دلدادہ ہے قرآن سے دور اور شیطان سے نزدیک ہے۔ وہ قرآن کو مطلقاً جانتی ہی نہیں حالانکہ اس وقت تک اس کو جو رتبہ ملا ہے اس کا تنہا ذمہ دار قرآن ہے۔ قرآن نے کیا حق ہے جو ان کو نہیں دلایا۔ کونسی عزت ہے جو ان کو نہیں بخشی، کونسا سلوک ہے جو ان کے لئے روا نہیں رکھا۔ مگر اس کے باوجود بھی عورت اس طرف مطلقاً توجہ نہیں کرتی۔ کافروں نے تو قرآن کے احکامات سے انکار کیا تھا تو اس کا سبب یہ بتایا تھا کہ:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ط

(بقرہ - ۲۱)

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو قرآن اتارا ہے اس کے احکام کی پیروی کرو۔ تو وہ کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم اس کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو ہم نے پایا۔"

(بقرہ - ۲۱)

پھر کیا مسلمان عورت ان کافروں سے بھی گئی گزری ہے۔ اگر وہ سلف صالحین کی زندگی پر نظر ڈالے تو اس کو معلوم ہو کہ قرآن پر چل کر مسلمان عورت نے کیسے کیسے دینی اور دنیوی قابل رشک مرتبے حاصل کئے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ مسلمان عورت اس وقت یورپ کے نقش قدم چل رہی ہے مجھے اس سے بھی انکار ہے۔ یورپ کی عورت کی علمی اور عملی زندگی قابل رشک

ہے۔ کیا مسلمان عورت ان دونوں چیزوں میں ہی سہی کوئی مرتبہ رکھتی ہے۔ سیلیا تھیا نے اضطراب ایجاد کیا اور علم جبر و مقابلہ پر ایک مشہور کتاب پیش کی ہے۔ کیا اس وقت کوئی مسلمان عورت ایسی ہے؟ کلیا انس نے ریڈیم دریافت کر لیا۔ کیا کوئی مسلمان عورت ایسا رتبہ حاصل کر سکتی ہے۔ پھر کیا "تقلید" کا انحصار صرف یورپ کی عورت کی "بداخلاقی" ہی تک محدود ہے؟ کیا مسلمان عورت کے لئے آج کل شعر و افسانہ اور "جلسہ و سنیما" سے آگے کوئی ایسی دنیا نہیں جس میں پہونچکر وہ یورپ کی عورت کی تقلید کا نمونہ پیش کرے؟ اگر مسلمان عورت واقعاً سنجیدگی سے اپنا مقابلہ یورپ کی عورت سے بھی اس وقت کرے تو میں قرآن کے لفظوں میں یہ کہنے کو تیار ہوں کہ :۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝	بلا شبہ اس میں بڑی عبرت ہے ان کے لئے جو صاحب بصیرت ہیں۔
(آل عمران ۔ ۲)	(آل عمران ۔ ۲)

کاش مسلمان عورت قرآن سے پہلے کی نسوانی تاریخ پر ایک نظر دوڑائے کتنے خوفناک دور حیات سے کس قدر بے پناہ صعوبتوں سے اور کتنی مدت کے بعد قرآن نے عورت کو نجات دلائی تھی۔ مگر کتنی جلد وہ بھول بیٹھی ہے؟

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَا	اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بیٹھی کھڑے بھی۔ پھر ہم جب اس کی وہ تکلیف

اس سے دور کر دیتے ہیں تو پھر اپنی
پہلی ہی حالت پر آجاتا ہے۔ کہ گویا جو
تکلیف اس کو پہنچی تھی اس کے دور کرنے
کے لئے ہم کو کبھی پکارا ہی نہ تھا۔ ان حد
سے نکلنے والوں کے اعمال ان کو اسی
طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں۔"
(یونس۔ ۲)

آج کی مسلمان عورت نے سمجھ لیا ہے کہ نان و نفقہ کی طرح دین حق کی
کل جد وجہد اور اسلام وقرآن کی ساری ذمہ داری صرف مرد کا فریضہ
ہے۔ وہ فی زمانہ اپنے کو شریعت اسلامی کی پابند اور احکام الہی کی مخاطب ہی
نہیں سمجھتی اور اسی ناہنجار روش اور غلط تصور نے ہماری زندگی تہس نہس کر
ڈالی۔ زندگی کی پہلی تربیت گاہ ماں کی معصوم آغوش ہے۔ مگر مسلمان بچوں کا
یہ پہلا مکتب ہی سب سے بڑا معصیت گاہ بن کر رہ گیا ہے۔ ہمارا یہ لوئر پرائمری
اسکول ہی ستیاناس اور چوپٹ ہو کر رہ گیا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آغوش
مادر ہی اس وقت بے دینی اور لامذہبیت کا سب سے خوبصورت گہوارہ
بن گیا ہے۔ اسی لئے اب ایسے لوگ کہاں ہندوستان میں پیدا ہوتے ہیں۔
جیسے مسعود بن سعد لاہوری۔ شیخ سعد الدین خیر آبادی۔ مولانا احمد تھانیسری
شیخ وجیہہ الدین گجراتی۔ شیخ نور الحق دہلوی۔ شیخ عبد الرشید جونپوری۔ ملا عبد الحکیم

سیالکوٹی، قاضی محب اللہ بہاری، حافظ امان اللہ بنارسی، شیخ غلام نقشبندی لکھنوی، سید عبدالجلیل بلگرامی، شیخ نورالدین احمد آبادی اور سید قمرالدین اورنگ آبادی۔ آج کل اس کا ردعمل یہ ہے کہ اب سوسائٹی کے سامنے معائب دنیا کے تمام خرافات اور کفر و الحاد کے سارے جراثیم عورت ہی کے ذریعہ مسلمانوں کی نسل ہی بری طرح تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ بقول مولانا امین احسن اصلاحی :-

موجودہ طاغوتی دور میں مسلمان عورتوں نے تو شیطان کی ایجنسی لے رکھی ہے"

عورت کے بگڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام نسل کی ذہنی و اخلاقی حالت مسموم ہو جاتی ہے۔ مسلمان عورت کی بگڑی ہوئی حالت نے ہندوستان کے مسلمانوں کی ساری نسل کو تباہ کر رکھا ہے۔ مسلمان عورت . . . . . مطلقاً یہ نہیں سمجھتی کہ وہ اپنے بچے کے منہ میں صرف دودھ نہیں ڈالتی بلکہ ایمان و اخلاق کی روح بچے کی رگوں میں اتارتی ہے۔ ماں کی چھاتی کے ایک ایک قطرۂ شیر کے ساتھ بچہ جذبات و احساسات اور اخلاق و ایمان بھی اپنے اندر جذب کرتا ہے۔ ماں کے ایک ایک لفظ اور اس کی ہر ہر ادا سے بچہ عمل کے طریقے سیکھتا ہے۔ مگر مسلم قوم و نسل کی بدقسمتی کہ مذہبی اعتبار سے آج کل کی مسلمان عورت ایک مدقوق و مبروص ہستی ہے۔ پھر کیا یہ امید کی جا سکتی ہے کہ ایک مدقوق و مبروص عورت کا دودھ پینے والا بچہ صحت مند و تنومند رہ کر کچھ زیادہ دنوں زندہ رہ سکتا ہے؟

باپ بیمار ہو تو بچہ اس کی زد سے باہر رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن ماں کے نیک و بد اثرات سے بچانے کے لئے بچے کی نگہداشت ناممکن ہے۔ پھر مسلمان عورت اپنے کو مریم نہ بنائے گی۔ کبھی اس قوم میں کوئی عیسیٰ پیدا نہ ہو سکے گا، جب تک مسلمان عورت اسماء نہ بنے گی۔ عبداللہ ابن زبیر ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے۔

آواز اس وقت تک اپنی گونج پیدا نہیں کر سکتی جب تک دونوں ہاتھوں سے تالی نہ بجائی جائے۔ پھر اس وقت اس دور میں قرآن کی آوازِ حق دنیا میں کیا کر سکتی ہے جب کہ مسلمانوں کا دایاں ہاتھ (عورت) ہی مفلوج ہو کر ناکارہ ہو چکا ہے؟

ہماری اصلی دولت مسلمان عورت کے پاس ہے۔ نسلیں مسلمان عورت کی گودوں میں ہیں۔ ان کا بٹھایا ہوا ابتدائی نقش، ان کا ابھرا ہوا پیار رنگ عمر بھر کے بعد بھی بچے کے ذہن و دماغ سے قبر تک نہیں چھوٹتا۔ مسلمانوں کے ہاں "ماں" اور "پیغمبر" کا درجہ تقریباً برابر سا ہے۔ جس طرح پیغمبر کی دی ہوئی تعلیم سے متاثر ہو کر مٹھی بھر مسلمان چند سال کے اندر دو تہائی دنیا کے مالک بن گئے تھے، اسی طرح اچھی ماؤں کی گودیں پلے ہوئے مسلمان ایک ایک جگہ چھ چھ سو برس خدا کی نعمتوں سے مالا مال رہے۔ مگر اب اس وقت مسلمانوں کی تعداد اتنی ہے جتنی کبھی نہ تھی۔ مگر ایسے ذلیل و خوار کبھی نہ تھے۔ کیوں نہ ہو، جب کہ اس وقت ہماری پہلی تعلیم گاہ ہی ویران ہو چکی ہے ہمارا پہلا اسکول ہی تباہ ہو گیا ہے۔

مسلمان عورت اگر واقعی اپنے کو مسلمان سمجھتی ہے تو میں اسے تنبیہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ آج کل اس دور میں اپنی حد سے گزر گئی ہے اور قرآن نے سخت تاکید کی ہے کہ:۔

وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ۝

(طٰہٰ ۴)

اس میں حد سے مت گزرو کہیں میرا غضب تم پر واقع نہ ہو جائے اور جس پر بھی میرا غضب واقع ہو جاتا ہے وہ بالکل گیا گزرا ہو جاتا ہے۔

(طٰہٰ ۴)

لہٰذا مسلمان عورت کے لئے زیبا نہیں کہ وہ قرآن کو نظر انداز کرے۔ قرآن نے اپنی عظمت و اہمیت بڑے کروفر سے سمجھا دی ہے۔

فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝

الحاقۃ (۲)

پھر میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو اور ان کی بھی جن کو نہیں دیکھتے کہ بے شک یہ قرآن کلام ہے ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے اور نہ کسی کاہن کا قول ہے بلکہ یہ دونوں جہان کے پیدا کرنے والے کی طرف سے بھیجا ہوا ہے۔

(الحاقۃ ۱)

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ
فَأَيْنَ تَذْهَبُوْنَ إِنْ هُوَ
إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ لِمَنْ
شَآءَ مِنْكُمْ أَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝

(التکویر)

یہ قرآن کسی شیطان مردود کی کہی
ہوئی بات نہیں۔ تم لوگ کدھر جا رہے
ہو؟ بس یہ تو دنیا جہان والوں کے
لیئے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے۔ ایسے
شخص کے لئے جو تم میں سیدھا راستہ
چلنا چاہے۔ (التکویر۔ ۱)

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْأَرْضِ
ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ إِنَّهٗ لَقَوْلٌ
فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ

(الطارق۔۱۰)

قسم ہے آسمان کی جس سے بارش
ہوتی ہے اور زمین کی جو پھٹ جاتی
ہے کہ یہ قرآن فیصلہ کر دینے والا
کلام ہے اور وہ کوئی ہنسی مذاق
نہیں ہے۔ (الطارق ۱)

قرآن براہ راست مسلمان مردوں اور عورتوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے:

وَهٰذَا كِتٰبٌ أَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ
فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ
أَنْ تَقُوْلُوْا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتٰبُ
عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَإِنْ
كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ
لَغٰفِلِيْنَ أَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ أَنَّآ
أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّا

اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے
بھیجا ہے۔ یہ بڑی خیر و برکت والا
کتاب ہے، سو اس کا اتباع کرو
اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔ یہ اگر
تمہارے پاس نہ آتا تو تم لوگ یوں
کہنے لگتے کہ کتاب تو ہم سے پہلے والوں
پر اتری تھی اور ہم ان کو پڑھنے پڑھانے

أَحَدًا مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَذَّبَ بِآيَاتِ اللهِ ۝

(انعام)

سے محض بے خبر تھے۔ یا یوں کہتے کہ اگر ہم پر کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ان سے بھی زیادہ راہ پر ہوتے سو اب تمہارے پاس بیدا ضح کتاب اور رہنمائی کا ذریعہ اور رحمت آچکی ہے، سو اب اس شخص سے ظالم کون ہوگا۔ جو ہماری ان آیتوں کو جھٹلا دے؟ (انعام ۲۰)

نہ صرف اتنا بلکہ قرآن نے یہ بھی پوچھا ہے کہ :۔

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۝

(اعراف)

"پس قرآن کے بعد کونسی بات پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟"

(اعراف ۔ ۲۳)

كَيْفَ يَهْدِي اللهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرَّسُولَ حَقٌّ وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۝

آلِ عمران)

"ان لوگوں کو اب کیسے ہدایت کرے جو کافر ہو رہے ہیں ایمان لانے کے بعد اور اپنے اس اقرار کے بعد کہ رسول سچے ہیں، اور بعد اس کے کہ ان کو قرآن پہونچ چکا ہے؟" (آل عمران)

لہذا مسلمان عورت کے لئے ہرگز یہ شایانِ شان نہیں کہ وہ صفحہ

اس دنیا پر اندھا دھند مٹتی رہے جس کی کوئی بساط نہیں۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ	"اور دنیاوی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکے کا سودا ہے"
(آل عمران)	(آل عمران - ۱۹۰)
وَفَرِحُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۔	"اور یہ لوگ دنیاوی زندگی پر اتراتے ہیں، سو یہ دنیوی زندگی تو آخرت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں"
(رعد ۳)	(رعد ۳)
بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى	"کیا تم لوگ دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو۔ حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے"
(اعلیٰ ۱۰)	(اعلیٰ ۱۰)

اس سے بھی زیادہ واضح طور پر قرآن نے مسلمان عورتوں اور مردوں کو متنبہ کر دیا ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ أُولٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا	جو شخص محض حیات دنیوی اور اس کی رونق چاہتا ہے تو ہم اس کے اعمال اس کو دنیا ہی میں بھگتا دیتے ہیں اور ان کے لئے دنیا میں کچھ کمی نہیں رہتی مگر یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں بجز دوزخ کے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔ (هود۔ ۲)

اور کچھ نہ ہوگا اور انھوں نے یہاں جو کچھ کیا ہوگا۔ وہ آخرت میں محض بیکار ہوگا اور جو کچھ کر رہے ہیں بے اثر ہے۔ (ہود۔ ۲)

فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۔ (التوبۃ ۱۰)

سو اگر ایسے لوگ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہوگا اور اگر روگردانی کریں تو اللہ ان کو دنیا اور آخرت دونوں میں دردناک سزا دے گا۔ (التوبہ ۱۰)

بلکہ مسلمان عورت کے شایانِ شان یہ ہے کہ وہ اس دن سے ڈرے جس کی حقیقت یوں بیان کردی گئی ہے کہ :-

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا (حج ۱۰)

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو، قیامت کا بھونچال ایک بڑی سخت چیز ہے۔ جس دن اس کو دیکھو گے تو ہر دودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ پیتے بچے کو پھینک دے گی اور حمل والیاں اپنے حمل گرا دیں گی۔ (حج ۱۰)

اور اس کے بعد یا تو اپنے کو درست کرکے اس "جنت" میں جانے

کے اسباب بہم پہنچائے جہاں کا ذکر قرآن نے یوں کیا ہے کہ :۔

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (توبہ)	"اللہ مسلمان مرد اور عورتوں سے ان باغوں کا وعدہ کرتا ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ (توبہ - ۹)
یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّیَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّکِئِیْنَ فِیْهَا عَلَی الْاَرَآئِکِ (کہف)	"اور سبز رنگ کے کپڑے باریک اور دبیز ریشم کے پہنائے جائیں گے وہاں وہ مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھیں گے۔" (کہف ۴)
وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ (توبہ ۱۴۰)	"اللہ سے زیادہ کون اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہے۔ (توبہ ۱۴)

یا پھر اپنی موجودہ حالت کو برقرار رکھ کے جہنم کے لئے تیار رہے جس کی ادنیٰ تعریف یہ کی گئی ہے کہ :۔

اِنَّ جَهَنَّمَ کَانَتْ مِرْصَادًا لِّلطّٰغِیْنَ مَاٰبًا لّٰبِثِیْنَ فِیْهَاۤ اَحْقَابًا ۚ لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۙ اِلَّا حَمِیْمًا وَّغَسَّاقًا ۙ جَزَآءً وِّفَاقًا ؕ اِنَّهُمْ کَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا ۙ وَّکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کِذَّابًا ؕ	بے شک دوزخ ایک گھات کی جگہ ہے جہاں سرکشوں کا ٹھکانا ہوگا۔ اور اس میں بے انتہا زمانوں تک رہیں گے۔ اس میں نہ تو وہ کسی ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کا بجز گرم پانی اور پیپ کے

پورا پورا بدلہ ملے گا ان لوگوں کو
جو قیامت کا اندیشہ نہیں رکھتے اور
جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔"
(النساء ۲۰)

کافروں نے ان آیات کو سنا تو ہنس کر کہنے لگے کہ کیا واقعی ایسا ہوگا؟ فوراً رسول پر آیت اتری کہ:۔

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ ۖ قُلْ إِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ ۖ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ ۝
(یونس ۔ ۵)

وہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا عذاب واقعی امر ہے؟ اے رسول! کہہ دو کہ ہاں خدا کی قسم وہ واقعی امر ہے اور تم خدا کو کسی طرح عاجز نہیں کر سکتے۔ (یونس ۔ ۵)

آخر میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بلا شبہ موجودہ دور میں مسلمان عورت کی بے راہ روی کا سب سے بڑا سبب مغرب پرستی یا یورپ پسندی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ وہ قرآن سے مطلقاً واقف ہی نہیں ہے اور قرآن سے وہ اس لئے غافل و بے پروا اور ناواقف و بے بہرہ ہے کہ قرآن عربی زبان میں ہے۔ قرآن کے عربی زبان میں نازل ہونے کا سبب واضح طور پر بتا دیا تھا کہ:۔

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝

" ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا تاکہ تم سمجھو۔ (یوسف ۔ ۱)

اور یہ بھی بتایا گیا تھا کہ :-

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ

(ابراهیم)

"ہم نے تمام پیغمبروں کو ان ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کے بھیجا تاکہ وہ ان سے بیان کر سکیں۔

(ابراہیم۔۱)

وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۔

(طٰہٰ ۶)

سو ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اس لئے نازل کیا ہے اور ہم نے طرح طرح کی وعیدات کی ہیں تاکہ لوگ ڈریں یا یہ قرآن ان میں سمجھ پیدا کرے۔" (طٰہٰ ۶)

مگر ہمارے ہندوستان میں تو اپنی زبان میں قرآن کو پڑھنا جرم ہے پھر جب ہمارے مرد تن ننانوے فیصدی قرآن کو عربی زبان میں نہیں سمجھ سکتے تو غریب مسلمان عورتیں کیسے اور کیا سمجھ سکتی ہیں؟ حالانکہ علماء کرام نے زمانے کی ضروریات اور حفظ قرآن کا لحاظ کرتے ہوئے قرآن عزیز کے ہر ہر حکم کو تقریباً ہر زبان میں ہر ملک کے فائدے کے پیش نظر شائع کر دیا ہے۔ مگر عمل کی کوتاہی جس قدر عورتوں میں ہے اس سے کہیں زیادہ مردوں میں ہے۔ ضرورت ہے کہ اب بھی اس کمی کو پورا لیا جائے۔

/ [illegible]
یہ بات سمجھ میں آئی!

قرآن اور عورت

(ریاض الدین قاسمی)

یہ قرآن کی تعلیم ہی تو ہے جس نے امتیاز و فوقیت کو مٹا کر نسلِ نسانی کو ایک صف میں لا کھڑا کیا۔ اور عورت مرد کے مساویت کے حقوق اور عورت کو حق فطری آزادی سے نوازا۔ ورنہ قرآنی تعلیم سے پہلے عورت کی حالت بہت ہی گری ہوئی تھی۔ نہ تمدنی جائز حقوق حاصل تھے نہ معاشرتی۔ نہ کسی قسم کی تعلیم و تہذیب کو اس نے اپنا گہوارہ بنایا تھا، اس کا مذاق سلیم ہر وقت مردوں کے بے پناہ جذباتِ تفریح کو پورا کرنے کے لئے آمادہ رہتا اگر کوئی یہ کہے کہ متمدن قوموں نے تو عورتوں کو لباس فاخرہ اور تعلیم سے نوازا تھا۔ ہاں ممکن ہے مگر یہ کس۔ لئے تھا۔ کہ مردوں کے عیش و عشرت کے سامان اور زیادہ دلفریب ہو سکیں!

مگر قرآنی تعلیم نے عورت کو ہر قسم کی ذلت و پستی سے نکال کر بام عروج پر پہنچایا۔ تمدن و تہذیب کی تعمیر و تشکیل میں عورتوں کی ہمنوائی ضروری قرار دی۔ قوموں کے عروج و کمال اور اخلاقی حالت بہتر ہونے کا ذریعہ عورت کو ہی قرار دیکر اس کی توقیر کی۔ مردوں کے دوش بدوش دماغی قابلیت اور عقل و فکری ترقی کی معلمہ عورت کو قرار دیا یہی نہیں بلکہ بنی نوع انسان

کی فلاح و بہبود کے لئے عورت کی تعلیمی ترقی ضروری قرار دی گئی اور اسے معاشرت میں ایک بلند مقام حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ یہ قرآن کی زریں تعلیم کا ہی اثر تھا کہ تاریک نسوانی زندگی آسمانِ روشنی کے عروج پر جگمگانے لگی۔

تعلیمات قرآن نے عورت کے متعلق کس حکیمانہ اور منصفانہ طرز میں احکام جاری فرمائے ہیں۔ اسلام سے پہلے عورت جائداد اور ورثہ کے طریق پر تقسیم ہوتی تھی۔ یہ اصلاح کرنے والے کا دستور اور قانون ہوتا ہے کہ جب کسی قوم کی اصلاح اسے مقصود ہوتی ہے تو اس کی گری ہوئی اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ کسی قوم کے متمدن اور تہذیب یافتہ ہونے کی سچی اور بین دلیل یہی ہوتی ہے کہ اس کے اخلاق کا جائزہ لیا جائے اسی لئے قرآنی تعلیم نے عورت کو سب سے پہلا انسانی مدرسہ اور سب سے پہلا انسانی معلم سمجھ کر اس کی اخلاقی حالت درست کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا
وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا
أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ
كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا

ترجمہ: مسلمانو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم عورتوں کو میراث سمجھو کر ان پر بہ جبر قبضہ رکھو۔ اور جو کچھ تم نے دیا ہے اسے چھین لینے کیلئے انھیں قید رکھو۔ البتہ اگر ان سے کسی بدکاری کا اظہار ہو تو ایسا

کر سکتے ہو۔ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، اور اگر کسی وجہ سے تمھیں اپنی بیوی ناپسند ہو تو عجب نہیں تم جسے ناپسند کر رہے ہو اللہ اس میں خیر و برکت دے۔"

کس قدر موعظت سے بھرے ہوئے یہ جملے ہیں۔ پہلے ایک بداخلاقی کا انسداد کر کے عورت کو اپنی اصلی حالت میں عزت و وقعت کے ساتھ لا کھڑا کیا ہے۔ مردوں کو اس بداخلاقی کی طرف توجہ دلائی کہ جب وہ کسی کی ماں بنتی ہے، کسی کی بہن ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور کسی کی بیوی اور کسی کی ساس، ان بے شمار رشتوں میں ہر حالت میں اس کی حیثیت اور درجہ کے مطابق اس سے سلوک کیا جائے نہ کہ عورت احترام کے بدلے حقارت کی مستحق ہو۔ پھر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ بس عورتوں کے ساتھ تم احسان کرو۔ مگر جو کچھ تم نے اس کے ساتھ احسان اور سلوک کیا ہے ان سے واپس لینے کیلئے ظلم و ستم نہ کرو۔ عورت کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ، نہ صرف معاشرتی بہتری کا پیش خیمہ ہے بلکہ خانگی زندگی کے سکون کے لئے ایک ذریعہ ہے۔ پھر آخر میں اس ازدواجی تھی کو سلجھا دیا ہے جو ناموافق حالات میں پیش آتی ہے کس قدر موثر اور بلیغ تعلیم ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

ترجمہ :- "تم ان کا لباس ہو اور وہ تمھارا لباس ہیں"

یہ کہہ کر قرآن نے عورت کو معاشرتی دنیا میں مردوں کے شانہ بشانہ کھڑا کر دیا ہے اور امتیاز و فوقیت کا پردہ اٹھا کر ایک دوسرے کی آپس میں احتیاج ثابت کر دی ہے۔ پھر مزید عورتوں کو اخلاقی تعلیم سے روشناس کرایا ہے۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی

ترجمہ :۔ اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور زمانۂ جاہلیت کے مطابق (بد اخلاقی کی نمائش) نہ ہو۔

عورت کا اصل مقام اور اس کی عزت کی جگہ اس کا گھر ہے جہاں اس کی عزت و عظمت کی حفاظت صحیح طور پر ہو سکتی ہے۔ اب بے پردہ منظرِ عام پر آنے والی بہنیں اس تعلیمِ اخلاقی پر غور کریں کہ وہ اپنے نیم عریاں جسم کی نمائش میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔ پھر کمالِ اخلاقی بلندی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ

ترجمہ :۔ اے پیغمبر مومن عورتوں سے ارشاد فرمایئے کہ وہ اپنی نگاہیں پست رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

عصمت ہی نسوانی جوہر ہوتا ہے۔ جب عورت کا یہ جوہر داغدار ہوتا ہے وہ اخلاقی کمالیت سے پست ہو جاتی ہے۔ عورت کو اپنی عصمت کی حفاظت کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے یہ بات جتلائی جاتی ہے کہ اپنی نگاہیں ہمیشہ نیچی رکھیں تاکہ حسن و جمال یا بد نگاہی جو نفسیاتی خواہشات کو ترغیب دلاتی ہے خود تمہاری عصمتوں کی نگہداشت کی ضامن بنے۔ مزید حفاظت کیلئے یہ صلاح دی گئی ہے کہ

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ذٰلِکَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ۔

ترجمہ :۔ اے پیغمبر اپنی ازواجِ مطہرات بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں

کو حکم دیجئے کہ جب وہ گھروں سے باہر نکلیں تو اپنے چہروں پر اپنی بڑی چادر کا حصہ لٹکا لیا کریں۔ اس سے توقع ہے کہ ان کا شریف ہونا واضح ہو اور ستائی نہ جائیں"۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ:-

اِجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ	یعنی بہت گمان کرنے سے بچو!
وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ	مصیبت پہونچانے اور ظلم کے کاموں
وَالْعُدْوَانِ	میں کسی کی مدد نہ کرو۔
وَلَا تَنَازَعُوْا وَلَا تَفَرَّقُوْا	یعنی آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو۔
	نہ جمعیت میں پھوٹ ڈالو۔

اخلاقی بزرگی و بلندی کی جس قدر بھی تعلیم ہو سکتی ہے وہ قرآن نے دی ہے۔ اگر اس سے چشم پوشی کرکے ہم قعر مذلت کے عمیق گڑھے میں گریں تو تعلیماتِ قرآنی کا اس میں کیا قصور؟ کیا قرآن سے بڑھ کر اخلاقی۔ معاشرتی۔ تہذیبی و تمدنی مساوات و ہمدردی اور حقیقی انسانیت اور انسانِ کامل ہونے کا سبق کوئی کتاب دے سکتی ہے؟

قرآن اور عورت

محترمہ صالح بیگم صاحبہ بنت شیخ فریدالدین صاحب ایم اے ایم
آر ایس۔ ایس معلم ادبیات۔ سبھاش ہائی اسکول برہانپور

بھارت میں پتی بھگوان بنا تھا — اوتار کا رتبہ جس کو ملا تھا
پتنی ناری تارے کھیلی — زندہ ہو ستی، سنسار سے کھیلے

یونانی مقنن قانون بنائے — سوسائٹی جس پر ڈالے سایے
مردوں کی حکومت عورت محکوم — بیوی جہاں تھی حق سے محروم

رومی تہذیب نے رشتے توڑے — اک اک نے بیاہے سو سو جوڑے

اسرائیل کے بیٹے تورات کو لیکر — دنیا میں پھیرو سوغات کو لیکر
عورت ہو مگر اس نام سے روتی — ماں ہو، بہن ہو، بیٹی، پوتی
انجیل نے دی ہو ہم کو دعوت — موت سے زیادہ تلخ ہے عورت

عربوں نے اسے زندہ گاڑا — ایران نے زن زن کہہ کے پکارا

پورب، پچھم، دکھن، اتر　　عورت کو ستایا گھر گھر در در
تھیں اس کے لئے سموم فضائیں　　خون کے آنسو ٹھنڈی آہیں

قرآن نے اس کے آنسو پونچھے　　پستی سے اٹھا کر بخشے درجے
جنت ماں کے قدموں نیچے　　آنحضرتؐ کا فرمان یہی ہے

قرآن سے پہلے: " ایتھینا میں بیویوں کو قانوناً کوئی حق ہی حاصل نہ تھا۔ شوہر اگر بدسلوکی کرے تو بھی عورت کے لئے تفریق حاصل کرنی آسان نہ تھی " (تاریخ دنیائے قدیم - از ڈاکٹر ویسٹر امریکی صـ۱۹۵ مطبوعہ بارنج ہیرپ لندن)

" ایسی ایسی رومی خواتین بھی تھیں جن کی بابت یہ مشہور ہے کہ وہ اپنے سن کا حساب اپنے شوہروں کی تعداد سے لگایا کرتی تھیں " (کتاب مذکور صـ۴۸۶)

مورخ گبن طلاق کی گرم بازاری کا [illegible] کرتے ہوئے فٹ نوٹ میں ایک شوہر کا ذکر کرتا ہے جو ایک فاتحانہ انداز میں اپنی اکیسویں بیوی کو دفن کر رہا تھا اور خوش تھا کہ یہ وہ عورت تھی جو اس سے قبل بائیس شوہروں کو ختم کر چکی تھی۔

(تاریخ زوال سلطنت روما . باب ۴۴)

ایرانی کلچر کا بھی فردوسی کی زبانی جائزہ لیتے جایئے

زن و اژدھا ہر دو در خاک بہ　　جہاں پاک ازیں ہر دو ناپاک بہ

اس زمانہ میں اژدھا کا تصور موجودہ اجگر سانپ نہیں بلکہ ایک نہایت خوفناک بلا تھا۔ جس کے پر بھی ہوتے، انسان، حیوان، چرند، پرند سب کو جیتا نگل جاتا ہے۔ فارس کا ہیومر کہتا ہے کہ "اژدھا اور عورت دونوں خوفناک بلائیں ہیں، ان کو مٹی میں دفنا دینا اچھا اور ان دو ناپاک ہستیوں سے پاک کر ڈالنا ہی بہتر ہے۔ اور سنیئے نظامی گنجوی بھی فرماتے ہیں

اگر نیک بودے بہ ہمہ کار زن
زناں را مزن نام بودے نہ زن

پیاری بہنو!

کیا سمجھیں؟ فارسی میں عورت کو "زن" کہتے ہیں۔ لیکن دوسری صورت میں "زدن" مصدر سے یہ لفظ صیغہ امر بھی ہے جس کے معنی ہوئے "مار" ہمارے بڑے میاں پوپلے منہ سے فرماتے ہیں، اگر عورت کے تمام اچھے کام ہوتے تو اس کا نام "زن" (مار) نہیں بلکہ "مزن یعنی" مت مار ہوتا۔ اگرچہ یہ اشعار قرآن کے بعد میں لکھے گئے ہیں، لیکن ایرانی قدامت پسندی کی بو ان میں موجود ہے۔ یہ تو ہوئی دیگر ممالک کی حالت، لیکن ملک عرب جو اقوام وحشت بربریت میں سب سے آگے، یہاں کے ظالم مردوں کا دل تھی کا پھارہ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً در پتھر بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت) لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینا۔ ماں، بہن، بیٹی سب کو بیوی بنا لینا، عورت کو شیطانی پیداوار سمجھنا کونسا عیب ہوگا جو اس ملک میں نہ ہوگا۔ ذرا سنئے تو سہ

اِنَّ النِّسَآءِ شَيَا طِيْنُ خُلِقْنَ لَنَا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الشَّيَاطِيْنَ

شاعر کہتا ہے :-

" بیشک عورتیں شیطان ہیں جو ہمارے لئے پیدا کی گئی ہیں
اور ہم (مرد) شیطانوں کی شرارت سے پناہ مانگتے ہیں۔"

اُف! ظالم عرب تیرا اسمانح اور آہ نسائیت تیری دو کوڑی کی لاج کی تہذیب' کدھر کی مملکت کا تمدّن اور کہاں کی قومی معاشرت ہے جس نے اس بیکس اور مجبور صنفِ لطیف کے رِستے ہوئے ناسوروں پر مرہم کا پھایا رکھا؟ پیاری بہنو! اسلام ہی پہلا مذہب اور قرآن ہی پہلی آسمانی کتاب ہے جس نے عورت کو اپنے سایۂ عاطفت میں پناہ دی۔ اس کے مراتب بڑھائے۔ درجے بلند کئے۔ تحت الثّریٰ سے اُٹھا کر عرشِ معلّٰی پر لا بٹھایا۔

شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا:

اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ

" جنت (باپ کے نہیں) ماں کے قدموں کے نیچے ہے"

اب وہی عرب نعرہ لگاتا ہے ؎

اِنَّ النِّسَآءَ رَیَاحِیْنٌ خُلِقْنَ لَکُمْ
وَکُلُّکُمْ یَشْتَھِیْ شَمَّ الرَّیَاحِیْنٖ

یعنی بے شک عورتیں خوشبوئیں ہیں جو تمھارے لئے پیدا کی گئی اور تم میں سے ہر شخص خوشبوئیں سونگھنے کا خواہشمند ہے۔

عہد حاضرہ کے ہمارے بعض دوست' نادان اور ناتجربہ کار' نئی تہذیب کے علمبردار نسائیت

کی حیوانیت سے سرشار، الحاد و مادہ پرستی کے بیمار ؎
ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

جو عورتیں نئی آغوش اور مرد بیکار کے خبط میں گرفتار ہیں تشریف لائیں تعصب کا چشمہ آنکھوں سے ہٹائیں اور ٹھنڈے دل سے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ کے فلسفہ پر غور فرمائیں۔ ہر شخص کی خانگی زندگی بھی ایک چھوٹی سی سلطنت کے مصداق ہے جس کے ایک جزو کا مالک و مختار مرد ہے تو دوسرے کی عورت، یہ محنت و جفا کشی میں شہرۂ آفاق ہے۔ تو امور خانہ داری میں وہ طاق ہے لہذا مرد کما کر مر گئے اور عورت اس کو سلیقہ مندی سے ٹھکانے لگائے۔ یہ نہیں کہ صنف نازک بھی جنس قوی کی حریف ہے اگر یہ طیارے میں بیٹھ کر ایک ہزار فٹ سے چھلانگ لگائے تو وہ اس سے زیادہ کی دعویدار، یہ کشتی لڑے تو وہ بھی مقابلہ کو تیار ؎

اسی دُنیا پہ تجھے ناز ہے یا رب اتنا
تیری دنیا میں تو عورت کے سوا کچھ بھی نہیں

شاید ہمارے نادان دوست اعتراض کریں کہ یہ بہت سی ۔۔۔ وغیرہ میں تو اس کے خلاف ہے۔ لیکن کیا میدان جنگ میں بھی عورتیں ہی دشمن کی فوج کا مقابلہ کرتی ہیں؟ بعض یا چند کی تخصیص نہیں۔ اکثریت پر فیصلہ کیجئے بس یہی اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ کی دلیل اٹل اور ان مٹ ہے۔

آمدم بر سر مطلب :-

قرآن اور دُختر کشی کا انسداد

مولانا الطاف حسین حالی فرماتے ہیں۔

جو ہوتی پیدا کسی گھر میں دُختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب بھی شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

پھر کیا ہوا بقول غالب ؎
درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

قرآن نازل ہوا اور ارشاد ہوا:۔
وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (والشمس)

"یوم الجزا کو یاد کرو اس دن، جس وقت لڑکی سے جو زندہ گاڑ دی گئی تھی، سوال کیا جائے گا کہ کونسے قصور اور کس جرم کی پاداش میں تجھے مار ڈالا گیا؟"

تو لڑکی کیا کہے گی؟ اور اے کمبخت سفاک ظالمو تم اس کا کیا جواب دوگے؟ یہاں تو بڑے فخر، غرور اور نخوت کے ساتھ اکڑ اکڑ کر کہتے ہو ہماری بیٹی کسی کی بیوی کیوں بنے اور کوئی غیر آدمی ہمارا داماد کس لئے کہلایا جائے؟ دُنیا گواہ ہے۔ زمین و آسمان شاہد ہیں، چاند اور سورج کی بہم

تصدیق ثبت ہے کہ قرآن ہی نے اس مذموم اور بدترین اور نفرت انگیز دستور
کا قلع قمع کیا۔ اس رواج کو نیست و نابود کر دکھایا اور اس جہالت کو بیخ و بن
سے اُکھاڑ پھینکا۔ اب کس کی ہمت ہے جو دم مار سکے۔ بس ایک خواب اور
قصہ اور فرسودہ افسانہ۔ لیکن اس کے تصوّر سے اب بھی روح کانپ جاتی
ہے اور جسم لرزنے لگتا ہے۔

قرآن اور عورت پر جبر

شرم و حیا کے برعکس تہذیب و تمدن
کے علی الرغم اور انسانیت کے
بالکل خلاف زمانۂ جاہلیت میں عرب اور اس کے حوالی ملک ایران وغیرہ
میں یہ بھی دستور تھا کہ جب کوئی مر جاتا تو اس کے وارث متوفی کی بیوی کو
میراث میت سمجھ کر اس پر زبردستی قبضہ کر لیتے یا خود ہی بلا معاوضہ اور
بغیر مہر باندھے اپنی مناکحت میں لاتے یا کسی دوسرے شخص سے نکاح
کر دینے کی صورت میں مہر کا فائدہ یہ زبردستی کے وارث اُٹھاتے یا گھر
میں ڈال رکھتے۔ وارثوں کے علاوہ متوفی کا کوئی دوست بھی اس کی بیوی
پر کپڑا ڈال دیتا تو وہی حقدار ہو جاتا۔ عورت ہو تو نکاح میں لے آتا۔ بد
شکل ہونے کی پاداش میں کسی دوسرے سے بھی نکاح نہ کرنے دیتا۔
حتیٰ کہ عورت کچھ تاوان دے کر چھٹکارا پاتی یا اسی کے گھر میں گھٹ گھٹ کر
مر جاتی۔ ایسی صورت میں اس کے مال کا وارث بن بیٹھتا۔ بے شرمی
اور بے حیائی کی انتہا تھی کہ بیٹا بھی باپ کی جائیداد کا وارث بن
کر ماں کو بیوی بنا لیتا۔ یہودیوں میں تو ماں، بہن، بیٹی وغیرہ سب

بی کچھ جائز تھا۔ قرآن نے ان سب حرکتوں سے منع فرمایا ہے۔

لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا ؕ

ترجمہ :۔ عورتوں کو میراث میت سمجھ کران پر زبردستی قبضہ مت کرو۔

وَلَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء ۴۲)

ترجمہ :۔ جن عورتوں سے تمھارے باپ دادا نے نکاح کیا ہے۔ تم ان سے نکاح مت کرو۔

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وَبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ اُمَّھٰتُکُمْ وبَنٰتُکُمْ وَاَخَوٰتُکُمْ وَعَمّٰتُکُمْ وَخٰلٰتُکُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ الآیۃ (النسأع ۴)

ترجمہ :۔ حرام کی گئی ہیں تم پر مائیں تمھاری اور بیٹیاں تمھاری اور بہنیں تمھاری اور پھوپھیاں تمھاری اور خالائیں اور بھانجیاں اور بھتیجیاں ...... الخ

قرآن اور عورت کا حق وراثت

زمانہ جاہلیت میں عورت ترکہ سے محروم سمجھی جاتی تھی۔ کسی بھی عورت کو اپنے باپ دادا یا رشتہ دار کی جائداد سے کوئی حق نہ ملتا تھا۔ قرآن نے عورت کا حصہ مقرر فرمایا۔

وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَکَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ (النسأع ۱)

ترجمہ :۔ عورتوں کیلئے بھی اس مال سے حصہ ہے جو انکے ماں باپ اور رشتہ دار چھوڑ گئے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ عورت کے حصہ کی اہمیت ظاہر کرنے کے لئے اسی کے حصّہ کو معیار مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ عورت ہی کے حصّہ سے ناپ کر مردوں کے حصّے دیئے جائیں۔

یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ

(النساء رکوع ۱)

تمہاری اولاد کے حصوں کے متعلق اللہ تم کو وصیت کرتا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا کرو۔

قرآن اور تعدد ازدواج

قرآن سے پہلے بیویوں کی کوئی حد نہ تھی۔ "مذہب یہود تو ایک مخزن ہے جس میں بکثرت ازواج کی بلا تعین حد موجود ہے۔ عیسائی مذہب نے بھی کوئی ممانعت نہیں کی" (خطبات احمدیہ صـ۲۶۱) پس ہر شخص جتنی چاہتا اپنی مرضی کے مطابق بیویاں رکھ سکتا تھا۔ قرآن نے حد مقرر فرمائی کہ زیادہ سے چار بیویاں رکھ سکتے ہو، لیکن اس کے ساتھ عدل کی شرط ایسی سخت ہے جو انسانی بس کی بات نہیں اور اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی بھی آدمی کو ایک سے زیادہ بیوی بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنی ہی نہیں چاہیئے یہ نص صریح ہے۔

— فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً۔ (النساء رکوع ۱)

ترجمہ:- پس نکاح کرو تم۔ جو پسند آئے تم کو ان عورتوں میں سے

دو دو اور تین تین اور چار چار پس اگر ڈرو تم عدل نہ کر سکو گے
تو بس ایک ہی کافی ہے۔

دوسری جگہ ان لوگوں کے متعلق جن کے پاس متعدد بیویاں تھیں پوری تفصیل کے ساتھ اور واضح حکم آیا ہے۔

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ
فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۚ (النساء ع ۱۸)

یعنی متعدد بیویوں میں تم ہرگز عدل و مساوات یا برابری نہ کر سکو گے
اگرچہ اس کے متعلق تم کتنی ہی حرص یا خواہش ظاہر کرو۔ پس تم کو۔
نہیں چاہیئے کہ (ایک سے) پوری محبت کرو (اور دوسری) پس
اس کو معلق اور لٹکتا چھوڑ دو (یعنی نہ بیوہ ہے یہ نہ مطلقہ کہ دوسرا
نکاح کر سکے۔ نہ سہاگن ہے کہ شوہر کے ساتھ خوشی سے زندگی بسر کر سکے)

غرض قرآن نے تمام مذاہب کے مقابلہ میں تعدد ازدواج کو نہایت خوبی سے روکا اور صرف ایک ہی بیوی کی اجازت دی ہے۔ تعدد کو صرف ایک نہایت محدود اور خاص حالت میں جائز رکھا ہے جو نہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے اور نہ حسنِ معاشرت میں کوئی نقصان پیدا کرتا ہے۔ زمانہ حال کے ایرانی شاعر شاہزادہ محمد ہاشم میرزا افسر نے لکھا ہے:۔

یک زن خوب مرد را کافی است — بیش از یں دیگرے نمی شاید
اے کہ زن بیش خواہی و گوئی — کہ در قرآں خدائے فرماید
گر خدا گفت با عدالت گفت — واں ز دستِ تو نمی آید

ترجمہ:۔ مرد کے لئے ایک اچھی بیوی کافی ہے۔ اس سے زیادہ دوسری بیوی کی ضرورت نہیں۔ لے وہ شخص کہ ایک سے زیادہ بیوی کا خواستگار ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں تو خدا نے اجازت دی ہے (تو سن لے کہ) اگر خدا نے اجازت دی ہے تو اس کے ساتھ انصاف کی ایسی شرط لگا دی ہے جو تجھ سے ہونا ناممکن ہے۔

قرآن اور حُسنِ معاشرت

مفسرین اور محدثین نے میاں بیوی میں حُسنِ معاشرت اور رفق و ملاطفت پیدا کرنے کے لئے ایک باب "عشرت النساء" علیحدہ ہی قائم کیا ہے۔ میں صرف چند آیتیں پیش کرنے پر اکتفا کرتی ہوں :۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا (النساء ع ۲)

یعنی بیویوں کے ساتھ نیک طریقہ پر برتاؤ رکھو۔ اگر وہ تمھیں ناپسند بھی ہوں تو ایک چیز جسے تم ناپسند کر رہے ہو۔ اللہ اسی میں بہت سی بھلائیاں رکھ دے۔

پس بیویوں کے ساتھ بدسلوکی نہ کرو۔ انھیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ معاشرت اور معیشت میں اپنی حیثیت کے مطابق رکھو۔ نکتہ چینی اور بدشگنی کی باتیں ان سے نہ کرو۔ ان کی شکل و صورت یا ان کا کوئی فعل و عمل (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) تمھیں ناپسند ہو تو درگزر کرو۔ اور صبر سے کام لو کہ یہ خدا کی خوشنودی کا باعث ہوگا۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ (البقرہ ع ۲۸)

یعنی دونوں (خاوند اور بیوی) کے حقوق ایک دوسرے دستور کے مطابق ہیں۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ ع ۲۳)

ترجمہ:- تمھاری بیویاں تمھارے لئے زینت اور تم ان کے لئے زینت ہو

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً (النساء رکوع ۱)

ترجمہ:- اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دیا کرو۔

قرآن اور عورت کی تخلیق

عورت مرد کی حریف نہیں، اس کے لئے سرمایۂ راحت اور باعث تسکین ہے۔ اس کی متمم یعنی اس کو پورا کرنے والی اس کی مکمل یعنی اس کی تکمیل کرنے والی ہے۔

خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ (الروم ع ۳)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے تمھارے ہی نفسوں سے تمھارے لئے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان سے راحت پاؤ اور تمھارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کر دی۔

پس ظاہر ہوا کہ ازدواجی زندگی کا مقصد سکونِ قلب اور تسکین خاطر ہے یہ نہیں کہ عورت مرد کے سر زبردستی منڈھ دی جائے اور دو جھگڑالو قیدیوں کی طرح اس کے گھر پڑی رہ کر کسی بھی طرح اپنی زندگی کے دن پورے

کرے۔ بلکہ قرآن کا مقصد اور مدعا یہ ہے کہ دونوں زندگیاں مل کر ایک ہو جائیں۔ دونوں ایک دوسرے سے خوب مانوس و مانوف ہوں، اتفاق سے اگر ایسا واقعہ پیش آجائے کہ صورت حال برعکس ہو اور بجائے تسکین خاطر اذیت قلب کا سامان نظر آنے لگے تو ایسی صورت میں قرآن نے اس کی بھی اجازت دی ہے کہ فریقین اپنا معاہدہ ختم کر کے ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل کر لیں اور آزاد ہو جائیں۔ خود مختار ہو کر اپنی اپنی فکر آپ کریں۔ اس کے لئے بھی قرآن نے عورت کے حق میں بہت زیادہ رعایت ملحوظ رکھی ہے۔

قرآن اور طلاق

یہودی مذہب میں طلاق دینا بغیر کسی قید اور بلا شرط و حالت کے پورا پورا مرد کے اختیار میں تھا۔ حضرت عیسیٰ نے بجز ایک خاص درجہ کے اور کسی حالت میں طلاق کو جائز ہی نہیں رکھا۔" خطبات احمدیہ۔ ص۲۶۸

مذہب اسلام ہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جس نے سب سے زیادہ طلاق کے مسائل میں حسن معاشرت کی حفاظت اور اصلاح جانبین پر نظر رکھی۔ شارع علیہ السلام نے ارشاد فرمایا :-

مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ (دار قطنی)

یعنی سوائے طلاق کے اور کوئی چیز خدائے تعالےٰ نے پردۂ دنیا پر پیدا نہیں کی جو خدا کو زیادہ ناپسند اور مغضوب ہو۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں۔ ان ہدایات اور

تہدیدوں کے علاوہ طلاق کو روکنے کے لئے قرآن نے اور بھی نہایت عمدہ تدبیر رکھی ہے۔ یعنی پوری تفریق واقع ہونے کے لئے تین دفعہ طلاق دینا ضروری ہے اور دفعتاً تین طلاقیں دینے کی ممانعت فرمائی ہے بلکہ سوچ سمجھ کر طلاق دیجائے ہر طلاق کے درمیان ایک خاص فاصلہ ضروری قرار دیا گیا ہے پھر یہ بھی اجازت ہے کہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد اگر فریقین میں صلح ہو جائے۔ رنجش مٹ جائے اور محبت تازہ ہو جائے تو پھر وہ بدستور باہم رجوع کر سکتے ہیں لیکن تیسری طلاق اس بات کا ثبوت ہوگی کہ یہ بیل منڈھے چڑھنے والی نہیں۔ اور تفریق ہی بہتر ہے۔

(ا) اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ ۰ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ط (البقرع ۲۹)

ترجمہ:۔ طلاق دو مرتبہ ہے۔ اس کے بعد یا تو قاعدے کے ساتھ کو روک لینا یا احسان کے ساتھ اس کو رخصت کر دینا۔

(ب) فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (البقرع ۲۹)

ترجمہ:۔ انھیں یا تو خوش اسلوبی کے ساتھ روک لو یعنی بدستور اپنے نکاح میں رکھو، یا دستور کے مطابق چھوڑ دو۔

(س) جو مال عورت کا ہو چکا ہے اسے لینا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا (البقرع ۲۹)

ترجمہ: تمہارے لئے جائز نہیں کہ (طلاق دیتے وقت) بیویوں سے اس مال سے کچھ واپس لے لو جو تم انھیں دے چکے ہو۔

(د) وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ (النسآء۔ع ۳)

ترجمہ :۔ بیویوں کو اس کے لئے نہ روکے رکھو جو کچھ انھیں دے چکے ہو
اس سے کچھ واپس لے لو۔

(ہ) مہر مقرر کرانے میں عورت ہر طرح آزاد ہے اسے پورا حق حاصل ہے کہ شوہر پر ایک طرح کی روک رکھنے کے لئے جتنا چاہے مہر مقرر کرالے۔

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا (النسآء ع ۳)

ترجمہ :۔ اگر تم ایک بیوی چھوڑ کر دوسری بیوی کرنا چاہو اور تم اس بیوی کو کتنا ہی زیادہ مال دے چکے ہو تم اس مال میں سے کچھ بھی واپس مت لو۔

(و) جھگڑے کے وقت ثالث مقرر کرنے میں بھی بیوی کو برابری کے حقوق حاصل ہیں۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا (النساء۔ ع ۵)

ترجمہ :۔ اگر تم لوگوں کو میاں بیوی کے درمیان رنجش کا اندیشہ ہو تو چاہیئے کہ ایک ثالث شوہر کے خاندان سے ایک ثالث بیوی کے خاندان سے مقرر کرو۔

طلاق سے متعلق بہت زیادہ آیتیں قرآن میں آئی ہیں سب کا بیان کرنا موجب طوالت ہوگا۔ مگر اتنا لکھنا ضروری سمجھتی ہوں کہ یہ احکامات اپنی جگہ اٹل ہیں۔ آپریشن کرنے والا نشتر درد و اذیت رفع کرنے کے لئے ہوتا

ہے۔ لیکن کوئی شامت زدہ اپنے قلب میں بھونک کر خودکشی کرلے تو نشتر ساز کا قصور نہیں، بلکہ اس کی اپنی بدبختی ہوگی۔

قرآن اور پردہ

قرآن نے جہاں عورتوں کو حکم دیا ہے:
قُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ... الخ (النور، ع ۴)

یعنی اے پیغمبر مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور پاکدامن رہیں۔ اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ ہونے دیں.... (آخر تک)...... تو اس سے پہلے مردوں کے لئے بھی اسی قسم کا حکم ہے گویا پہلے مردوں کو تاکید کی گئی ہے، بعد میں عورتوں کو۔ ملاحظہ ہو:

قُل لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ الخ

(النور۔ ع۔۴)

یعنی اے پیغمبر مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ نظروں کو نیچی رکھیں اور پاکدامن رہیں .... (آخر تک)

اب یہ اپنا اپنا اجتہاد ہے کہ ؎

در یک بلد حجاب زناں عیب بودہ است
ایں حال شد بہ شہر دگر باعث جمال

(محمود طرزی)

ایک شہر میں حجاب نسواں کو عیب شمار کیا اور دوسرے شہر میں مستحسن قرار دیا گیا ہے۔

"شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں۔

چو زن راہ بازار گیرد بزن
وگرنہ تو در خانہ بنشیں چو زن

اگر عورت بازار جائے تو تو اس کو خوب تنبیہ کر اور اگر نہیں مانتا تو عورت کی طرح گھر میں (چوڑیاں پہن کر) بیٹھ۔

عصرِ حاضر کے مشہور شاعر وصیتد دستگردی مدیر ارمغانِ جواب میں فرماتے ہیں ؎

رود چون مرد و زن ہر دو ببازار
چرا مرد است راحت زن در آزار
برائے ہر دو کار زشت زشت است
چرا ایں زشت آں زیبا سرشت است

جب کہ مرد اور عورت دونوں ہی بازار جائیں تو مرد کے لئے یہ فعل آرام دہ اور عورت کے لئے تکلیف دہ کیوں ہے۔ بُرا کام تو مرد اور عورت دونوں کے لئے ہی بُرا ہونا چاہئے۔ پھر صرف عورت کے لئے کیوں بُرا اور مرد کے لئے کیوں بہترین خصلت شمار کیا جاتا ہے۔

یہی شاعر ایک دوسری جگہ "زن و مرد" کے عنوان سے ایک بہت بڑی لکھتا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں ؎

زن و مرد اند اساسِ زندگانی
زن اوّل در حساب و مرد ثانی

ازاں در زندہ زن شد نیم اول
کہ بے زن زندگی باشد معطل

مرد اور عورت دونوں مل کر زندگی کی بنیاد ہیں۔ شمار میں عورت پہلے اور مرد دوسرا ہے۔ "زندہ" میں "زن" اس لئے پہلا نصف ہے کہ بغیر عورت کے مرد کی زندگی بیکار ہے۔ (کیا مغکرین بھی اسی لئے بیوی کو نصف بہتر Better half کہتے ہیں ؟)

"و لے مرد آفت جاں است برزن
بر آئین و کشور کوہی و بر زن
اگر حق زناں تا پا مثال است
چرا اک مرد را صد زن حلال است
گہے سازند از میراث مہجور
ہندشش گاہ زندہ، زندہ در گور
فرد خواں دفتر دانش وراں را
اصول کیش و آئین جہاں را
کہ بر گیتی ستم چوں یاد دارند
ستم کردند و نامش داد دارند

لیکن آدمی عورت کے لئے ہر قانون ہر ولایت اور ہر گلی کوچہ میں آفت جاں ثابت ہوا ہے۔ اگر عورتیں اپنے حقوق سے محروم نہیں تو ایک مرد کیلئے سو بیویاں کیوں جائز ہیں۔ کبھی بیچاری کو وراثت سے محروم رکھا اور کسی زمانہ

میں اس زندگی کو زندہ ہی دفن کر دیا گیا۔ مفکرین کی کتابیں پڑھو جن میں مذہبی اصول اور قوانین ملکی بیان کئے گئے ہیں۔ دنیا نے کیسے کیسے مظالم کئے ہیں جن کی یاد تازہ ہے ظلم کرتے ہیں اور اس کا نام انصاف رکھتے ہیں۔

یہ تو مختلف ادوار کے خیالات تھے۔ لیکن قرآن نے ہر طرح عورت کے حقوق کی پاسداری کی ہے۔ اب یہ ہماری بدقسمتی کہ ان پر عمل نہ کیا جائے حقیقت میں ہمارے متعصب اور ناواقف مفسرین نے قرآن کی غلط تفسیر اور مبہم تاویلیں پیش کر کے اس سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی ہے لیکن میں اپنی پیاری بہنوں کو فطرت کے اس اصول سے واقف اور آگاہ کر دیتی ہوں کہ ؎

نہ ہر زن زن است نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

فطرتاً نہ مرد بُرے ہیں نہ عورتیں۔ بلکہ طبائع مختلف، عادتیں علیحدہ اور اصول جداگانہ ہیں۔ اصل چیز ہے عملِ صالح۔ بار بار ارشاد ہوتا ہے:
اتقوا اللہ اتقوا اللہ ڈرو اللہ سے!! ڈرو اللہ سے!! عمل میں کسی کے ساتھ مروت اور رعایت نہیں برتی جائے گی۔ جنسِ قوی ہو یا صنفِ نازک اپنے اپنے اعمال کا اچھا بُرا بدلہ ضرور پائیں گے۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (المدثر- ع ۲)

ہر نفس اس کے ساتھ رہن ہے جو اس نے کمایا ہے ؎

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا ؕ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ

(النساء - ع ۴۰)

مردوں نے جو کچھ کمایا ہے ان کو ان کا حصہ اور عورتوں نے جو کچھ کمایا ہے ان کو ان کا حصہ قرآن کا اٹل اور ائمٹ فیصلہ ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین



قرآن اور عورت

(نسیم اختر صاحبہ نسیم)

قرآن پاک نے عورت کیلئے جو کچھ پیش کیا ہے وہی ہر مسلمان عورت مرد کا عین مذہب ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عورت مذہب پر کہاں تک کاربند ہے۔ اور مذہبی نقطۂ نظر سے وہ قرآن کے احکامات پر کہاں تک عمل کرتی ہے؟

ایک طرف خود غرض قسم کے مردوں نے اپنے مفاد کے پیش نظر مذہب کی آڑ لے کر عورت کو ایک مجبور اور محکوم ہستی بنا کر رکھ دیا ہے۔ دوسری طرف حفظ نفس کے پرستاروں نے سوسائٹی کا ڈھونگ رچا کر عورت کو رفیق بزم بنا لیا ہے۔ غرض کہ غرض کہ عورت مرد کے ہاتھوں ہر زمانے میں کھلونا بنی رہی ہے۔

عورت کو چاہیئے کہ وہ خود ایسی قابلیت اور لیاقت پیدا کرے کہ اسے اپنی برائی، بھلائی، صحیح اور غلط راستے کا امتیاز ہو سکے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ جب عورت اپنے پیروں پر کھڑا ہونا سیکھے۔ کیونکہ میں دیکھتی ہوں کہ آج تک عورت ذات کی بہبودی اور بہتری کا بیڑہ جس عورت نے اٹھایا وہ مردوں کے مقرر کردہ قانون کے زیر اثر اٹھایا

اگر ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور قرآن ہمیں جو تعلیم دیتا ہے

اس پر کاربند ہیں۔ تو اپنی جنس میں ایسی ہستیاں پیدا کریں جو قرآن کو سمجھ سکیں اور دوسروں کو سمجھا سکیں۔ مگر افسوس کہ آج تک کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی اللہ کی بندی نے علم حدیث یا قرآن حاصل کرنے کی آرزو ظاہر کی ہو۔ اور اس سے واقف ہو کر اپنی بہنوں کو قرآن کے احکام پر چلنے کا اہل بنایا ہو۔ برخلاف اس کے جدید تعلیم یعنی اسکولوں کالجوں کی تعلیم کا ذم ہر ایک بھرتی ہے۔ اس کی وجہ میں صرف یہ سمجھتی ہوں کہ عورت خود اپنے متعلق نہیں سوچتی بلکہ مردوں کی پیرو ہے۔ وہ جس طرف چاہیں اسے دھکیل دیں۔

میری بہنیں ہر وقت ترقی ترقی روتی رہتی ہیں۔ میں دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ ترقی کیا ہے؟ کیا دُنیوی مفاد اور تعلقات میں سہولتوں کا نام ترقی ہے تو پھر مذہب کے نام اور احکام کی جستجو کرنا کہاں تک درست ہے؟ اگر ترقی سے مطلب دینی احکام پر کاربند ہونا ہے تو ان مصنوعی الفاظ کو عملی جامہ پہنانا چاہیئے یہ نہ ہونا چاہیئے کہ زبان پر مذہبی احکامات ہوں اور عمل اس کے برعکس ہو۔ ہمارے سامنے دو راستے ہیں۔ دنیوی مفاد اور دینی احکامات۔ اگر صرف دُنیا کمانا مقصود ہے تو موجودہ ترقی جس کی رٹ ہر بہن کی زبان پر ہے وہ صحیح ہے اور اس میں جہاں تک آسانیاں پہنچ سکیں کم ہیں۔ مغربی تعلیم حاصل کرنے کے بعد جہالت کا بدنما دھبّا دور کر کے وہ دفتروں میں ملازم ہو کر مردوں کے دوش بدوش کام کر کے ضروریات زندگی کی خود کفیل ہو کر فیشن کو پورا کرنے اور کلبوں کو زینت دینے کی اہل ہو جاتی ہیں۔ اگر ترقی اسی کا نام ہے تو عورتوں کو ترقی حاصل ہے، جو بہنیں ایسی ترقی کی خواہاں ہیں

وہ مذہب کا نام بالکل نہ لیں۔ کیونکہ قرآن ان کی اس قسم کی آزادی کو سلب کرے گا۔ قرآن ان کو بے پردگی سے روکے گا۔ قرآن ان کو نامحرموں سے بے تکلفی کی اجازت نہ دیگا۔ قرآن ان کو سینما اور دیگر غیر شرعی باتوں سے روکے گا اور پردہ کا وٹ آزادی کے سینے پر بھالا بن کر لگے گی۔ اس حالت میں ہم سوائے اس کے اور کیا سمجھیں کہ اس ترقی اور آزادی کے ساتھ ساتھ مذہب کا نام لینا اس کا منہ چڑانا نہیں تو اور کیا ہے۔

موجودہ دَور کو دیکھتے ہوئے مجھے خیال آتا ہے کہ میرے خیالات کے اظہار پر ترقی پسند بہنیں مجھے بوسیدہ دماغ خیال فرمائیں گی کہ یہ کئی سو سال کی باتیں اس روشنی کے زمانے میں کہہ رہی ہے۔ لیکن اگر بہ نظر عمیق اور انصاف سے دیکھا جائے تو ہمیں موجودہ روشنی میں کہاں تک روحانی سکون حاصل ہے۔

میں اس کی قائل نہیں کہ عورت گھر کی چہار دیواری میں بند ہو کر ایک خادمہ کی حیثیت سے مرد کی مطیع ہو کر زندگی گزارے بلکہ قرآن نے عورت اور مرد کے لئے جو احکامات پیش کئے ہیں ان پر چلا جائے۔ قرآن نے ہمیں اچھے لباس اور بننے سنورنے سے نہیں روکا۔ لیکن۔ ہاں یہ اجازت نہیں دی کہ ہم اپنے عام نمائش سے طبقۂ نسواں پہ بدنما دھبہ بن جائیں۔ اس لئے میری ان بہنوں سے جو مذہب پر کاربند ہونا چاہتی ہیں درخواست ہے کہ طبقۂ نسواں میں ایسی تعلیم کی بنیاد ڈالیں جو ان کو صحیح اور دینی راستے پر چلنے کا اہل بنائے۔



عورت کا درجہ اسلام میں

(احمد شریف بی۔ اے لیکچرار ہاسن ملیشوا)

خاکسار نے اس چھوٹے سے مضمون میں مذہب اسلام سے پہلے عورت جن حقیر نگاہوں سے دیکھی جاتی تھی اور مذہب اسلام نے عورت کا درجہ کتنا بلند کیا اس کا مقابلہ ایک مختصر سے خاکہ میں کیا ہے اُمید ہے کہ ناظرین و ناظرات دونوں کے لئے یہ مضمون مفید ثابت ہوگا۔

(احمد شریف)

ابتدائے آفرینش سے طلوع آفتاب اسلام تک عورت جن حقیر نگاہوں سے دیکھی جاتی تھی اس کے لئے تاریخ کے صفحات شاہد ہیں۔ اسلام سے قبل عورت ایک حقیر ذلیل ہستی تصور کی جاتی تھی۔ دنیا میں جتنے مذاہب اس وقت موجود تھے، ان سب میں عورت کا درجہ گرا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ عورت کو بے روح سمجھا جاتا تھا۔ عیسائی مذہب میں عورتوں کو "گناہ کی بیٹیو" کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔ ہندو مذہب میں عورت کو ایک نجس اور ناپاک شے خیال کیا جاتا تھا۔ اگر کوئی عورت بھول کر کسی بُت کو اپنے ہاتھ سے

چھوڑ دیتی تو اس عورت کا ہاتھ تراش دیا جاتا تھا اور وہ نا قابل پرستش خیال کیا جاتا تھا۔ اور ہندو مذہب میں ایک مدت تک یہ بھی دستور رہا کہ عورتوں کا مندروں میں داخلہ ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تھا تو اس کی لاش کے ساتھ اس کی عورت کو بھی زندہ جلا دیا جاتا تھا اور یہ رسم ستی کے نام سے مشہور تھی۔ یہ دستور انگریزوں کے زمانہ تک تھا۔ بعد میں اس رسم کو جبراً اور قانوناً بند کر دیا گیا۔ تقریباً یہی حالت عرب میں ایام جاہلیت میں تھی۔ عورت کا درجہ یہاں غلام یا لونڈی سے بڑھ کر نہ تھا۔ عورت جوئے میں ہاری اور جیتی جاتی تھی۔ عورت کی حقارت اور نفرت کا اس دور میں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ لڑکی کے پیدا ہوتے ہی جاہل عرب اس کو تپتے ہوئے ریگستان میں زندہ دفن کر دیتے تھے۔

وہ مذہب اسلام ہی تھا جس نے عورت کو مرد کے برابر حقوق دلوا کر مرد کے دوش بدوش کھڑا کر دیا۔ اور فرمایا هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ یعنی عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ گویا اس چھوٹی سی آیت میں پوری زندگی کا مفہوم اور عورت کے درجہ کا کھلم کھلا اظہار کر دیا اور زندگی کی کشمکش میں عورت اور مرد دونوں کو یکساں شریک کر دیا۔
وہ مذہب اسلام ہی ہے جس نے یہ اعلان کیا کہ مردوں کی تعمیر یعنی پرورش کا پہلا درجہ عورت ہی کے رحم میں ہوتا ہے۔ ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "عورت قوم کی تعمیر میں بہترین معمار ہے"۔ اس لئے ہر عورت کو عزت کی نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ مذہب اسلام نے عورت کو شادی کے

رشتہ میں باندھ کر مرد کو اس کا محافظ بنا دیا اور برابر کے حقوق دے کر اس کو مرد کا ہم پلّہ بنا دیا اور اعلان کیا کہ جتنے حقوق مرد کے عورت پر ہیں اتنے ہی حقوق عورت کے مرد پر ہیں۔ اس طرح مرد اور عورت دونوں کو اسلام نے مساوی حقوق عطا کئے ہیں۔



اسلام میں عورت کا مرتبہ

عذرا بیگم صاحبہ رامپور

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام سے پہلے عورت کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی کوئی عورت کو پیر کی جوتی بتاتا تھا تو کسی نے صاف طریقے سے یہ اعلان کر دیا تھا کہ "ڈنڈا اور عورت" لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ دُنیا میں جتنے مذاہب تھے وہ سب عورت کو اخلاق و روح کی ترقی مدارج کے لئے مارج و مانع تھے۔ نہ تو اِن کی کوئی عزت و وقعت تھی نہ ان کے کچھ حقوق تھے۔ اسلام نے ان کے حقوق مقرر کئے اور وہ مقام عزت متعین کیا جس کی مثال دوسرے مذاہب میں نہیں ملتی۔ آج دنیا میں اس بات کی شہرت ہے کہ یورپ نے جو عورت کو حقوق دیئے وہ کسی نے نہیں دیئے۔ لیکن عورت کے حقوق کا مطلب یہ نہیں ہے.... کہ مرد سے پہلے موٹر کار میں بیٹھے اور پہلے ہی اُترے یا اونچی ایڑی کا جوتہ پہنے۔ ٹینس اور بیڈ منٹن کھیلے۔ مردوں کے جلسے میں گانے اور ناچے، سگریٹ پئے اور غیر مردوں کے ساتھ تھیٹر اور سنیما دیکھے۔ یہ طریقے غیر فطری اور بےحیائی کا موجب ہیں۔

اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں وہ فطرت کے مطابق دیئے ہیں۔ اسلام نے عورت کو غیرت و حیا کا مجسمہ اور شرم و محبت کی تصویر بتایا ہے اسلام

نے تو عورت کی عزت کی ہے اس کی قدر و منزلت کو یہاں تک بڑھایا ہے کہ اس کو قانوناً مردوں کے دوش بدوش کھڑا کر دیا ہے اور آپس کے قانونی حقوق میں اس کو برابر کا درجہ عطا ہے۔ خداوند کریم سورۂ بقرہ میں ارشاد فرماتا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۔ یعنی جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق مردوں پر ہیں۔

دیکھا آپ نے عورت کے حقوق کو کس جامعیت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ البتہ اخلاقاً عورت کے مقابلہ میں مردوں کو تھوڑی سی اعزازی برتری دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (سورۂ بقرہ ع ۲۸) یعنی مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔

لیکن یہ فضیلت ان کو بے وجہ نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ اس لیے ہے تاکہ وہ عورتوں کی نگرانی اور نگہبانی کا فرض انجام دے سکیں۔ گویا مرد گھر کی عدالت کا اعزازی صدر ہے اور عورت اس کی معاون خصوصی بنا دی گئی ہے۔

رسول کائنات کی پاک زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ سرور دو عالم نے ہمیشہ عورتوں کے بارے میں یہی ارشاد فرمایا کہ اپنی عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو۔ نرمی کے ساتھ پیش آؤ۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر دریافت کیا کہ یا رسول اللہ بیوی کا حق شوہر پر کیا ہے؟ فرمایا جو تم خود کھائے وہ اس کو کھلائے، جو خود پہنے اس کو پہنائے اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہے۔ غرض کہ اسلام نے عورت کو صرف مرد کی فرمانبرداری کا ذمہ دار بنا کر سب کچھ عورت کو دے دیا۔ لیکن مغربی تہذیب کی دلدادہ بہنوں کو یہ حقوق پسند نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک تو حقوق کا مطلب یہ ہے کہ وہ لپ اسٹک اور پاؤڈر کا استعمال کرکے دعوت نظارہ دے سکیں۔ ہر بات میں مرد کی حرص کریں۔ دوستوں کے ساتھ سینما اور تھیٹر دیکھ کر ہیروئن کا پارٹ ادا کر سکیں۔ لیکن اسلام بے حیائی اور بد تہذیبی کا حامی نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے تو حیا کو ایمان کی شاخ بتایا ہے الحیاء شعبۃ من الایمان۔ اسلام نے تو دنیا کو یہ بتا دیا کہ عورت ایک عزت کی چیز ہے۔ عورت خدا کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اسلام نے تو عورت کو گھر کی ملکہ کا خطاب عطا کیا ہے اس کو ربۃ البیت کہتے ہیں۔ عورت کو اپنے رفیق زندگی کا معاون خصوصی بتایا ہے۔ اسلامی تمدن میں تو عورت اپنی فطرت کے مطابق مردوں سے سب قسم کے مساوی حقوق حاصل کرتے ہوئے چہرۂ انسانیت کا غازہ اور نسیم اخلاق کی نکہت سمجھی گئی ہے۔ غرض کہ عورت اللہ تعالیٰ کی مقدس ترین مخلوق ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے عورت کے لئے کیا فرمایا ہے کہ:۔

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی دُرج کا دُرِ مکنوں

لیکن افسوس ہے کہ عورت نے اپنی عزت خود نہ کی۔ اپنے حقوق وفرائض کو بھلا دیا۔ قوانین اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ اپنی تہذیب اور اپنے کلچر کو چھوڑ دیا۔ ہائے ؎

ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

سب سے زیادہ رنج یہ ہے کہ ہماری خواتین نے مغربی تقلید و تمدن کی رو میں اپنے ملکی، اخلاقی اور معاشرتی فرائض سے سبکدوش ہونے کا نام مطالبات رکھا ہے۔ تہذیب حاضرہ میں ہر چیز کا معیار تبدیل ہو۔ بچوں کی صحیح اصولوں پر تربیت کر سکے اور مذہبی معلومات سے کما حقہٗ واقف ہو بلکہ اب تو انگریزی پڑھنے کا تعلیم ہے۔ لیکن اسلام ایسی تعلیم و تہذیب کو گوارا نہیں نہیں کرتا۔ جو اسلام کے منافی ہو اور جو نسوانی خصوصیات کا خاتمہ کر دے۔ ڈاکٹر اقبال نے خوب فرمایا ہے۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسۂ زن
ہے عشق و محبت کیلئے علم و ہنر موت

بہر حال اس تہذیب حاضرہ میں معیار قابلیت، معیار شرافت معیار

زینت کچھ اور ہی ہے۔ کن کن باتوں کا اظہار کیا جائے ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دُنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

کاش کہ تہذیب فریب فرنگ کی دلدادہ خواتین یہ سمجھ لیتیں کہ یہ تہذیب ہمارے شایان شان نہیں ہے بلکہ ہمیں قعرِ ذلت میں گرانے والی ہے۔ آج دنیا کی تمام قومیں اپنی قومی تہذیب اور اپنے کلچر کی بقا اور تحفظ کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ اگر ہمیں دُنیا میں عزت کی بسر کرنا ہے تو اسلامی خواتین کو صنفِ نازک کے اوصاف پیدا کرنے چاہئیں۔ اسی میں فلاح و بہبود مضمر ہے۔ اور اسی میں ہماری عزت اور بقا کا راز پوشیدہ ہے۔



قرآن اور زن و شوہر کے تعلقات

(قاضی ریاض الدین)

قرآن پاک کے نزدیک نکاح یا شادی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے لئے مصیبت بن جائیں اور گلے پڑ جائیں۔ ان کی زندگیاں ایک دوسرے کے لئے بوجھ ثابت ہوں، بلکہ قرآنی تعلیم کا تقاضہ یہ ہے کہ دونوں کے ملاپ اور سنگم سے ایک خوشحال زندگی پیدا ہو جس میں نہ کدورت ہو، نہ بغض و حسد ہو، نہ پریشانی ہو، نہ تفکر و انتشار ہو، بلکہ معاشرتی، اقتصادی، اخلاقی، تمدنی اور تہذیبی خانگی اور بیرونی معاملات نقص سے پاک اور سلجھے ہوئے ہوں۔ یہ زندگی اور اس کا تصور اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے، جب کہ قرآنی تعلیم زوجین کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے روشن شمع ہے اس پر زوجین عمل پیرا ہوں اور تغافل نہ برتیں۔ اس تعلیم میں کچھ حدود ہیں۔ کچھ حقوق، کچھ فرائض اور ذمہ داریاں جو فریقین کے لئے ری طور پر حکم رکھتی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے ادا نہ ہو سکیں۔ حدود سے تجا.. کیا جائے۔ یا فرائض و ذمہ داری سے غفلت برتی جائے یا ان کے سلوک سے وہ مقصد پورا نہیں ہوتا جو قرآنی تعلیم چاہتی ہے تو نکاح کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ قرآنی تعلیم نے کس درجہ فطرتِ انسانی اور حقِ آزادی کے

انتخاب کو ملحوظ رکھا ہے۔ اگر ہم اس سے غفلت برتیں تو لازم نتیجہ عدم تعاون اور دل شکنی ہوگا۔ اور عدل و انصاف کی بے نظیر تعلیم کا مقصد بھی فوت ہو جائیگا۔ ایسی شادی سے زندگی ناخوشگوار ہو جائے گی۔

اگر نکاح کا مقصد فوت ہو رہا ہے جس سے خوشحال زندگی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی معاشرتی اور گھریلو زندگی میں سکھ نصیب ہو سکتا ہے تو زوجین کو علیحدگی کا حق و اختیار دیا گیا ہے۔ مگر وہ بھی عدل و انصاف کے ساتھ اگر یہ حق و اختیار اور کشادگی نہ دیجاتی تو زندگی کے معاملات میں کھوٹ اور خرابی واقع ہوتی اور زندگی کے اصول ترقی اور معراج کمالیت میں رکاوٹ پیدا ہوتی اور یہ آزادانہ حق انتخاب انصاف و عدل اور قانون مساوات کے خلاف ہوتا۔ ازدواجی زندگی کی خوشحالی اولاد کی نشوونما و تربیت کے خلاف ایک رکاوٹ ہوتی اور دنیائے انسانیت معیشت کی سعادت اور معاشرتی سلجھاؤ کی کامرانی سے حقیقی خوشحالی سے محروم رہتی۔

قرآن تعلیم دیتا ہے فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ

عورت کو یا تو رفیق زندگی کی حیثیت سے رکھو ورنہ عدم ملاپ کی بنا پر آزاد کردو۔ یہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ مردوں کی نظریں کائنات کی حسین و جمیل صورتوں پر پڑتی ہیں تو ان کی خواہشات نفسانی ابھرنے لگتی ہیں۔ خواہشات کا تقاضا ہوتا ہے کہ ان کی بھی رفیق زندگی اسی طرح نقش و نگار حسن و خوبصورتی سے سجی ہوئی اور مزین ہوتی۔ مگر کسی وجہ سے اس پر دسترس نہیں ہوتی اور اپنی منکوحہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر منہ کالا کرتے ہیں اور فرفیعہ

حیات کی ادائیگی سے دستکش ہو جاتے ہیں۔

قرآن تعلیم دیتا ہے اور زوجین کے تعلقات کو زور دار الفاظ میں تاکید کرتا ہے کہ ازدواجی زندگی میں اخلاق و پرہیزگاری اور عفو و درگذر کا دامن نہ چھوڑیئے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ وسعت ہو اور کمال پیدا کیا جائے انسان خواہشوں کا مطیع اور تابع ہوتا ہے۔ وہ ہر لمحہ اس معاملہ میں ٹھوکر کھاتا رہتا ہے اور ازدواجی زندگی کی ان آزمائشوں میں کامیاب اور پورا نہیں اُترتا۔ مگر وہ کامیاب ہے جو قرآنی تعلیم کو اپنی طرز رہائش اور طرز زندگی میں مقدم رکھ کر اخلاق و پرہیزگاری کا دامن تھامے رہے اور اپنی ازدواجی زندگی کے ہر معاملے میں کشادہ دلی، وسعت نظری اور عفو و درگذر کو کام میں لائے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

ترجمہ:۔ وہ تمہارے لئے لباس ہیں، اور تم ان کے لئے۔

گویا تم میں اور ان میں چولی دامن کا ساتھ ہے یعنی تمہاری زندگی ان سے اور ان کی زندگی تم سے وابستہ ہے۔ لباس ہمیشہ جسمانی عیوب کی پردہ پوشی کر کے دنیاوی تکالیف اور پریشانیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ انسان کا انسان کے لئے معاون و مددگار ہونا۔ انیس و غمخوار ہونا ہے اور مرد و عورت میں رشتۂ عقد و فطری علاقہ پیدا کرتا ہے کہ عاقل اور ہوشمند انسان برائی، ناپاکی بےحیائی کے کاموں سے محفوظ ہو۔ اس کے ضمیر کے لئے کوئی برائی

نہ ہو۔ اور دل کی پاکی پر دھبہ نہ لگ جائے۔ اس نے تعلقات زن و شوہر کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔

فطرت نے مرد عورت کے باہم ملنے اور رشتۂ زوجیت میں منسلک ہونے کے بعد ازدواجی زندگی میں جن مضرتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جن مصیبتوں کے آنے کا احتمال و اندیشہ ہوتا ہے اس۔ یہ ان کی روک تھام اور انسداد کے پیشِ نظر سہولت کا انتظام کرتے ہوئے منصفانہ ارشاد ہوتا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔

(ترجمہ:- اور دیکھو عورتوں کے لئے بھی اسی طرح کے حقوق مردوں پر ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر ہیں۔ کہ ان سے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ البتہ مردوں کو ایک خاص درجہ عورتوں پر دیا گیا ہے۔ یاد رکھو اللہ زبردست حکمت رکھنے والا ہے۔

قرآنی تعلیم فطرت کے مطابق ہے۔ اتفاق و یکجہتی کا درس دیتی ہے۔ تفریق اور جھگڑے کو منافی ہے اور اسی طرزِ عمل کو ~~اسی طرز عمل~~ کو اس آیۃ میں بیان کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے میاں بیوی کے تعلقات میں کسی وجہ سے ~~کسی سبب سے~~ کسی وقت کسی کشیدگی پیدا ہو جائے، اور ایسا ہونا بعید از عقل بھی نہیں۔ بلکہ جب دو شخص ایک زمانہ تک ایک جگہ رہتے ہیں تو عموماً کشیدگی پیدا ہو ہی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں مرد کو ہوشمندی

سے کام لینا چاہیئے جو اس کے حقوق کا تقاضا ہے۔ حتی الامکان تعلقات کو بہتر بنائے۔ ہاں اگر مجبوری ہو جائے تو اس حکم قرآنی پر عمل پیرا ہو کہ :-

وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ وَلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ۔

ترجمہ:- اور جب ایسا ہو کہ تم اپنی عورتوں کو طلاق دیدو اور ان کی عدت کی مدت پوری ہونے کو آئے تو پھر تمھارے لئے دو ہی راستے ہیں، یا تو (طلاق سے رجوع کرکے انھیں ٹھیک طریقے پر روک لو یا (آخری طلاق) دیکر ٹھیک طریقے پر انھیں جانے دو، ایسا نہ کرو کہ انھیں نقصان پہنچانے کے لئے روکے رکھو۔ تاکہ ان پر جور و ستم کرو۔ یعنی نہ تو رجوع کرو نہ جانے دو۔ بیچ میں لٹکائے رکھو) اور یاد رکھو جو کوئی ایسا کرے گا تو اپنے ہاتھوں خود اپنا نقصان کریگا۔

ازدواجی زندگی کا معاملہ نہایت اہم ہوتا ہے۔ زمانے کا ردوبدل واقعات کی تیز رفتاری۔ خود غرضوں کی نفس پرستی سے ہمیشہ عورت کے درجۂ احترام کو ٹھوکر لگی ہے اور ہمیشہ عورتوں کی حق تلفی ہوئی ہے۔ اس لئے بہترین اُمت کہلانے کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ ازدواجی زندگی میں اخلاق اور پرہیزگاری کا نمونہ بن کر اجتماعی زندگی درست کریں اور اجتماعی زندگی کی درستی کے لئے زن و شوہر کی خانگی زندگی بھی فلاح یافتہ ہو اور اپنے حقوق و فرائض سے غافل نہ ہو۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے :

اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَیْنَکُمْ

ترجمہ:۔ اگر تم درگذر کروگے تو یہ زیادہ تقویٰ کی بات ہوگی۔ دیکھو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ احسان اور بھلائی کرنا نہ بھولو۔

وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ۔

ترجمہ:۔ اور یاد رکھو جن عورتوں کو طلاق دیدی گئی ہو تو چاہیئے کہ انھیں مناسب طریقے پر فائدہ پہنچایا جائے۔ یعنی ان کے ساتھ جس قدر حسن سلوک کیا جاسکتا ہے کیا جائے۔ متقی انسانوں کے لئے ایسا کرنا لازمی ہے اور ازدواجی زندگی میں الجھنیں پیدا ہونے کے اندیشے ہوتے ہیں۔!

عورتوں کا پہلو کمزور ہوتا ہے اس لئے مردوں کو حسن سلوک اور عفو و درگذر کی تاکید کی گئی ہے۔ ازدواجی زندگی کی برتری کے لئے صلہ رحمی نہایت ضروری ہے۔ جماعت اور خاندان کا تمام تر نظام ازدواجی زندگی پر قائم اور منحصر ہے۔ شادی کا رشتہ باہمی الفت پر قائم ہونا چاہیئے۔ جو ہر گھڑی مساعدت کے جذبات پیدا کرکے خاندان کے افراد کو باہم ملائے رکھے اور نظام معاشرت بھی تو اسی رشتہ پر قائم ہے۔ ورنہ تنظیم معاشرت کا معاملہ درہم برہم ہوگا۔ اس لئے عورتوں کو بد اخلاقی سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ یہ بات ظاہر کہ ازدواجی زندگی کا سکھی ہونا تمامتر زوجین کی معاشرتی زندگی کا نیکی اور انصاف پر مبنی ہوتا ہے۔ محض نفسانی خواہشات کی بنا پر بے ضبط اور بے قابو طبیعتیں سکھی معاشرت کا پہلو نہیں حاصل کرسکتیں۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِہِمْ

ترجمہ :۔ مرد عورتوں کی زندگی کا بندوبست کرنے والے ہیں۔ اس لئے اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر (خاص خاص باتوں میں) فضیلت دی ہے۔ نیز اس لئے کہ مرد اپنا مال جو ان کی محنت سے جمع ہوتا ہے عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ پھر نیک عورتوں کی تعریف میں فرمایا ان کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ اطاعت شعار ہوتی ہیں۔ پوشیدگی اور غیبت میں شوہروں کے حقوق و مفاد کی حفاظت کرتی ہیں اور ہر طرح سے اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کا شرف حاصل کر کے سرخروئی دارین کا استحقاق حاصل کرتی ہیں۔



اسلام میں عورت کا درجہ

(سیّد نعمان غنی دلور دیا)

یہ حقیقت ہے اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ دنیا میں سوائے اسلام کے اور کسی مذہب میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں اور اب آہستہ آہستہ اسلامی قوانین کی سچائی کے پیشِ نظر دوسری قومیں اسے اپنا رہی ہیں۔

اسلام سے پہلے عورت ہونا ہی جرم تھا اور لوگ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے۔ لیکن اسلام نے بیانگ دہل لڑکی کے قتل سے منع کیا اور روکا۔ یہ تھا پہلا شاندار کارنامہ۔ قرآن پاک میں ہے کہ :-

"واقعی خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنھوں نے اپنی اولاد کو محض براہِ حماقت قتل کر ڈالا" (الانعام)

"اور جب ان میں کسی کو بیٹی کی خبر دی جائے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے اس کی شرم سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے۔ یا اس ذلت پر لئے رہے یا اس کو مٹی میں گاڑ دے۔ خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت بری ہے"۔ (النحل)

"اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشے سے قتل مت کرو ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی، بے شک ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے"۔ (بنی اسرائیل)

والدین اور دوسرے رشتہ داروں کی جائیداد اور دولت میں عورت کا کوئی حق

نہ تھا۔ لیکن اسلام نے وراثت کا حق دے کر عورتوں کے معاشی مسئلہ کو حل کیا۔ قرآن پاک میں ہے کہ "عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں اور باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جاویں خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو" (النساء)

پھر وراثت کی تقسیم بھی بتا دی دیکھئے کس طرح عورتوں کو حصہ دیا ہے۔ قرآن پاک میں ہے "اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر ہے۔ اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اگر دو سے زیادہ ہوں تو ان لڑکیوں کو دو تہائی ملے گا اور اس مال سے جو وارث چھوڑ مرا ہے۔ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو اس کو نصف ملے گا۔" (النساء)

"اگر کوئی شخص مرجائے جس کے اولاد نہ ہو اور اس کے ایک بہن ہو تو اس کو اس کے تمام ترکہ کا نصف ملے گا اور وہ شخص اس کا وارث ہوگا۔ اگر اس کے اولاد نہ ہو اور اگر بہنیں دو ہوں تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر۔ (النساء)

"اور ماں باپ کے لئے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کے لئے میت کے ترکہ میں چھٹا چھٹا حصہ ہے۔ اگر میت کے کچھ اولاد ہو اور اس کے ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کا ایک تہائی ہے۔ اور اگر میت کے ایک سے زیادہ بہن بھائی ہوں تو اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ وصیت نکالنے کے بعد کہ میت اس کی وصیت کر جائے یا دین کے بعد۔" (النساء)

شوہر کے مرجانے پر شوہر کی جائیداد میں بیوی کا کوئی حق نہ تھا لیکن اسلام

نے حق زوجیت دے کر بسراوقات کی راہ کھول دی تاکہ وہ شوہر کے مرنے پر در بدر کی ٹھوکریں نہ کھاتی پھریں۔ قرآن پاک میں ہے :۔

"اور ان بیویوں کو چوتھائی ملے گا۔ اس ترکہ کا جس کو تم چھوڑ جاؤ اگر تمھارے کچھ اولاد نہ ہو اور اگر تمھارے کچھ اولاد ہو تو انکو تمھارے ترکہ سے آٹھواں حصہ ملے گا۔ وصیت نکالنے کے بعد تم اسکی وصیت کر جاؤ یا دین کے بعد۔" (النساء)

یہی نہیں بلکہ عورت کو شوہر کی طرف سے ایک مقررہ مہر بھی دلایا ہے۔ جو آپس کے فیصلے سے مقرر کیا گیا ہو۔ قرآن پاک میں ہے کہ :۔

"پھر جس طریق سے تم ان عورتوں سے متمتع ہوئے ہو سو ان کو ان کے مہر دو جو کچھ تم مقرر کر چکے ہو۔" (النساء)

"اور تم لوگ بیویوں کو ان کے مہر خوشدلی سے دیدیا کرو۔" (النساء)

"اور اگر تم لوگ بیبیوں کو طلاق دو قبل اسکے کہ ان کو ہاتھ لگاؤ اور ان کے لئے کچھ مہر بھی مقرر کر چکے تھے تو جتنا تم نے مقرر کیا ہو اس کا نصف ہے۔" (البقرہ)

"اور ان کو ان کے مہر قاعدے کے موافق دیدیا کرو۔ اس طور پر کہ وہ منکوحہ بنائی جاویں۔" (النساء)

مرد بدچلن ہو یا اس میں کوئی مرض متعدی ہو یا وہ عورت پر ظلم کرتا ہو یا وہ نان و نفقہ نہ دیتا ہو یا وہ روپوش ہو گیا ہو۔ ان تمام وجوہ پر عورت کو کوئی حق نہ تھا کہ عورت اسے چھوڑ کر دوسری شادی کرے۔ بلکہ اپنی زندگی اسی شوہر کے ساتھ وابستہ رکھے لیکن اسلام نے خلع اور تفریق کی اجازت دیکر عورتوں

کو ظلم بے کسی اور بے بسی سے نجات دی۔ قرآن پاک میں ہے کہ :۔

"اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ دونوں ضوابطِ خداوندی کو قائم نہ کر سکیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اس مال میں جس کو دیکر عورت اپنی جان چھڑا لے۔" (البقرہ)

دوسری جگہ ہے کہ :۔ "ان دونوں میاں بی بی میں کشاکش کا اندیشہ ہو تو تم لوگ ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے بھیجو اور ایک آدمی جو تصفیہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے بھیجو۔" (النساء)

اگر کسی طرح زن و شوہر کی نہ بنے اور مرد کی طرف سے آزار کے حق میں قصور نہ ہو تو اس وقت سب لوگ مل کر عورت سے کچھ پھروا دیں اور مرد کو راضی کر کے طلاق دلوا دیں۔ اس کو خلع کہتے ہیں۔ اگر دونوں طرف سے سختی ہو تو سرحاجت پنچ مقرر کرکے اصلاح اور تصفیہ کی کوشش کریں اور تصفیہ نہ ہو سکے تو تفریق کر دیجائے اس کیلئے مسلمان حاکم ہونا ضروری ہے جو ان معاملات کا فیصلہ کرے۔

شوہر کے مرجانے کے بعد عورت کو تا زندگی دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن اسلام جو سراپا رحمت ہے اسے یہ کب گوارا تھا کہ عورت اپنی زندگی کی بہت سی بہاریں بغیر مرد کے روتے اور سسکتے بسر کرے اسنے عقدِ ثانی کی اجازت دیکر عورت کی زندگی میں شادابی پیدا کر دی ہے قرآن پاک میں ہے کہ :۔

"اور تم میں جو بے نکاحی ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو۔" (النور)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"اے علی تین کاموں میں دیر نہ کرنا۔ نماز فرض جب وقت آوے۔
جنازہ جب موجود ہو۔ رانڈ عورت جب رہے اس کی ذات کا جوڑ
ملتی دوسرا نکاح کرنے کو عیب جانے اس کا ایمان سلامت نہیں (موضح القرآن)
تاکید ہے کہ عورتوں کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آئے قرآن پاک میں
ہے کہ "عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گزران کیا کرو" (النساء)

عام طور پر یہ لوگوں کو نہیں معلوم ہے کہ مردوں کی طرح عورت کا بھی حق
ہے قرآن پاک میں آیا ہے کہ "عورتوں کے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل انہی حقوق کے ہیں جو
عورتوں پر ہیں قاعدے کے موافق" (البقرہ)

مردوں کو چار شادیوں کی اجازت ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی حکم ہے
کہ سب کے ساتھ انصاف اور مساوات نہ برت سکو تو ایک سے زیادہ
شادی نہ کرو صرف اس لئے کہ عورت کو تکلیف نہ ہو۔ قرآن پاک میں
ہے کہ اگر تم کو احتمال اس کا ہو کہ عدل نہ رکھو گے تو پھر ایک ہی بی بی پر بس کرو (النساء)

عورتوں کو اسلام نے اپنی شادی کرنے کا پورا حق دیا ہے کہ وہ اپنی پسند
سے جس کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتی ہے۔ اگر علاوہ والدین کے ایام نابالغی میں
کسی نے شادی کر دی تو بالغ ہونے پر عورت اپنا نکاح توڑ سکتی ہے۔

یہ حق اور یہ آزادی اسلام کے سوا کس نے دی ہے؟ لیکن مخالفین پردہ پر یہ
اعتراض کر کے یہ کہتے ہیں کہ اسلام نے پردے کے ذریعے عورتوں کو مقید کر کے ان پر ظلم کیا ہے۔
آئیے میں بتاؤں کہ پردہ ظلم ہے یا رحمت۔ مخالفین پردہ سے نہایت گھناؤنے

انداز میں پیش کرتے ہیں کہ انھیں بالکل چار دیواری کے اندر مقید کر دیا گیا ہے
لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ اسلام کا جو بھی حکم ہے وہ فطرت کے مطابق ہے۔
احکام میں سختی بھی ہے اور نرمی بھی ہے۔ بلا شبہ پردہ کا حکم ہے لیکن انھیں ضرورت کی اجازت دی گئی۔

"اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم اپنی ضروریات کیلئے گھر سے نکل سکتی ہو" (بخاری)

اس لئے یہ کہنا کہ چہار دیواری میں مقید کر دیا گیا ہے بالکل غلط ہے۔ ہاں
اسلام نے مظاہرہ حسن کی اجازت نہیں دی ہے جس سے مردوں کو عیاشی کا موقع
ملے اور یہی چیز ان کو ناگوار ہے۔ عورتوں کو منہ چھپانے کی سخت تاکید ہے لیکن
جہاد کے موقعہ پر کاموں کے سلسلے میں جسم کا کوئی حصہ کھل جائے تو معاف ہے۔
لیکن پھر کام کے بعد فوراً ہی وہ حصہ چھپا لینا ہوگا۔

عورتوں کو دیکھنے کی سخت ممانعت ہے لیکن کوئی غیر عورت ڈوب رہی ہو تو کیا
اسے ڈوبتا چھوڑ دیں گے؟ نہیں اسلام مظلوموں کی دادرسی کرنے آیا ہے۔ اس عورت
کو بچا لینے کے لئے اس کے جسم کا کوئی حصہ بھی چھو لینا منع نہیں ہے۔ دیکھئے یہاں یہ حکم کہ
عورت کو مت دیکھو اور دوسری طرف ضرورت کے مطابق اسے دیکھنے ہی کا نہیں
بلکہ اس کے جسم کو چھونے کی اجازت ہے۔ اسے کہتے ہیں فطری مذہب!

"پردہ کا مقصد عورتوں کی عصمت کی حفاظت ہے۔ عطر جب کوئی لگاتا
ہے تو اسکی مشام جاں خوشبو دوسروں میں تحریک پیدا کرتی ہے۔ اسی طرح عورت
میں کشش کا مادہ ہے مقناطیس کی طرح مرد عورت کی طرف کھنچتے ہیں لیکن برائی
کی پہل ہمیشہ مرد کی طرف سے ہوتی ہے۔ عورت کبھی سبقت نہیں کرتی۔

میں یہ بتا چکا ہوں کہ عورتوں کی ضروریات کے لئے ہر جگہ آنے جانے کی اجازت ہے لیکن اسی کے ساتھ کچھ پابندی بھی ہے۔ وہ پابندی ہے برقعہ یا چادر!
لوگوں کا خیال یہ ہے کہ عورتوں پر یہ پابندی نہیں لگائی جانی چاہئے تھی۔
پابندی عائد کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مردوں پر اعتماد نہیں یہاں سوال بے اعتمادی کا نہیں۔ آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ پولیس کا محکمہ کس لئے ہے؟
آپ سے کہنا ہے اپنے گھروں میں قفل کیوں لگاتے ہیں؟ آپ جب لین دین کرتے ہیں تو دستاویز کیوں لکھاتے ہیں؟ یہ رجسٹری کیوں ہوتی ہے۔ آپ بنکوں میں روپیہ کیوں رکھتے ہیں۔ آپ کا جواب شاید یہ ہوگا کہ چیزوں کی حفاظت کیلئے، بلاشبہ آپ کا جواب معقول ہے۔ لیکن کبھی آپ نے یہ بھی غور کیا کہ عورت ان تمام چیزوں سے بیش بہا ہے۔ عورت جیسے انمول موتی کو آپ یوں کھلا چھوڑ دینا چاہتے ہیں۔
حضرت یوسفؑ کا واقعہ آپکو معلوم ہے بلاشبہ آپ کا محفوظ ہے لیکن آپ نے فرمایا کہ "نفس تو بری ہی بات بتلاتا ہے۔" (سورہ یوسف) اور اسی نفس کو ابھرنے سے روکنے کے لئے پردے کا انتظام ضروری ہے۔
آپ پردے کے کیوں مخالف ہیں؟ ممکن ہے آپ کا جواب یہ ہو کہ ہم عورتوں کو قید میں نہیں دیکھ سکتے؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ انصاف پسند ہو گئے ہیں۔ لیکن میں کہوں گا کہ "یہ جھوٹ ہے" کیونکہ تجربہ اس کا شاہد ہے کہ مرد جب سرمایہ دار بنتا ہے تو مزدور کا حق مارتا ہے۔ حکومت کی کرسی پر بیٹھتا ہے تو عوام کی کمائی ناجائز طریقے سے حاصل کرتا ہے اور بین الاقوامی معاملات میں جھوٹ، فریب، مکاری اور دغا بازی سے نہیں چوکتا۔ پھر عورت کے معاملہ میں مرد انصاف پسند کیسے بن گیا؟

کچھ تو دال میں کالا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ میں یہ سنتا ہوں کہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ اس کا ثبوت آپ کے سامنے ہے۔ مردوں نے پردے کے خلاف آواز بلند کی بس یہ بھی آواز میں آواز ملانے لگیں۔ یہ سوچنے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کہ مرد کی اس صداؤں میں فریب تو پوشیدہ نہیں، مردوں نے پردے کے خلاف آواز اسی لئے بلند کی کہ وہ آسانی سے اپنی نفس پرستی کی آگ کو ٹھنڈا کر سکیں۔

تھوڑی دیر کے لئے میں یہ مان لیتا ہوں کہ پردہ تعلیم میں رکاوٹ ہے۔ صحت کے لیے مضر ہے۔ اس لئے پردہ ختم ہونا چاہیئے۔ میری بہنیں میری صاف گوئی کو معاف کریں تو صاف صاف لفظوں میں میں ان سے پوچھتا ہوں اور وہ ہٹ دھرمی سے الگ ہو کر سچ سچ بتائیں کہ کیا کپڑا پہننے سے تعلیم صحت پر برا اثر پڑتا ہے اگر نہیں تو خدا کے لئے وہ اپنے عریاں جسم کی طرف ایک نظر دیکھ کر بتائیں کہ ان کے جسم کا کون کون سا حصہ کھلا اور جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ آج جس طرح کے کپڑے وہ پہن رہی ہیں کیا ان سے ستر پوشی ہوتی ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ پردے کی مخالفت نیم عریاں لباس کا مقصد نمائش حسن ہے؟ اور اسی کے ساتھ اور آگے بڑھ کر ان کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے۔

مذہب کو پس پشت ڈال کر ہم نے سوسائٹی اور بےحیائی کا تخم بو دیا ہے۔

ایک حدیث ہے کہ :- اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو لباس پہنکر بھی ننگی کی ننگی ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ اپنی عورتوں کو ایسے کپڑے نہ پہناؤ جو جسم پر اس طرح چسپت ہوں کہ سارے بدن کی ہیئت نمایاں ہو جائے۔

حفصہ بنت عبدالرحمٰنؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئیں۔ وہ ایک باریک دوپٹہ

اوڑھے تھیں۔ آپ نے اسے پھاڑ دیا اور ایک موٹی اوڑھنی ان پر ڈالی۔

میں ان عورتوں سے جو مغربی راہ پر چل رہی ہیں میں استدعا کروں گا کہ خدا کے لئے اس راستے کو جلد بدل لیجئے کیونکہ وہ راستہ ظاہراً تو بڑا بھلا اور لبھانے والا معلوم ہوگا لیکن آگے چل کر وہ راستہ پیچ و خم کھاتے ہوئے عمیق ترین غار میں پہنچا دیگا جہاں بھوکے کتے آپکا استقبال خندہ پیشانی سے کر بیٹھے اور نہ آپکی ہمت کی داد دیگے اور پھر رفتہ رفتہ وہ کتے آپکی عصمت پر حملہ کر دیں گے اور آپ اپنی عصمت کی حفاظت بھی نہ کر پائیں گی۔

اسلام نے جو راہ بتا دی ہے وہ سب راہوں سے بہتر اور افضل ہے۔ ایک وقت آئیگا جب لوگوں کو بے پردگی اور نیم عریانی کی حقیقت معلوم ہوگی۔

۸ ستمبر ۱۹۴۹ء کی اشاعت میں اخبار "تیج" دہلی "جمنا کے کنارے" عنوان سے لکھتا ہے کہ:

"اگر کوئی جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھے تو محسوس کریگا کہ فیشن اور تہذیب کی آزادی کیا رنگ دکھا رہی ہے۔ لوگوں کا اخلاقی معیار کتنا گر رہا ہے لندن کے پارکوں کے جو قصے سننے میں آتے تھے وہ آزاد ہندستان کی راجدھانی میں حقیقت بن رہے ہیں۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ دہلی میں کوئی سوشل ورکر نہیں رہا؟ کوئی جماعت نہیں رہی جو اس بد اخلاقی کو روکے اور تفریح گاہوں کو بدکاری کے اڈے بننے سے بچائے۔

اخبار "تنویر" لکھنؤ کی اشاعت ۵ / جون ۱۹۴۹ء میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ:

"بمبئی کے وکٹوریہ ٹرمنس (بوری بندر) اسٹیشن پر چند روز ہوئے خواتین ٹکٹ کلکٹروں کا تقرر کیا گیا تھا جسکی وجہ سے ریل کے سفر میں

کلفت اُٹھانے والے مسافروں کے لیے جھوٹ بہت تفریح کا سامان ہو جایا کرتا تھا۔ ان کے الگ کر دیے جانے پر دریافت سے معلوم ہوا کہ ان کا تقرر محض تجربے کے طور پہ کیا گیا تھا۔ اب ان کو دفتر میں جگہ دیدی گئی ہے۔ الگ کئے جانے کے کئی وجوہات ہیں۔ اول تو نازک عورتیں ایک گھنٹہ مستقل کھڑی ہو کر ٹکٹ جمع کرنے کا کام نہیں کرسکتیں تھیں۔ ان کو دھوپ اور گرمی کا شکار رہنا پڑتا تھا اور مسافروں کی بھیڑ پر کنٹرول بھی نہیں کرپاتی تھیں۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مسافر ٹکٹوں پر پتہ لکھ کر ان کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتے تھے اور تفریح کی جگہ اور سنیما پہنچانے تھے۔ اس کے علاوہ ریل سے اُترتے ہوئے مسافر جو کبھی اپنا پاس دکھانے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے وہ اس وقت قطاروں میں کھڑے ہو کر اپنا پاس دکھاتے اور ٹکٹ خاص انداز میں انھیں دیا کرتے تھے۔ اس حالت کو دیکھتے ہوئے حکام نے بہتر یہی سمجھا کہ عورتوں سے یہ کام نہ لیا جائے۔"

غرض کہ اسلامی تعلیم نے حکیمانہ انداز میں عورتوں کے لئے خصوصیت سے مناسب تدابیر اختیار کی ہیں جن سے ان کی رہ سکے۔ اس پر بھی اگر کوئی بد عقل نہ سمجھے تو اس کی دنیا میں کوئی علاج نہیں۔



عورت مرد کی نظر میں کب محبوب ہو سکتی ہے

(آنسہ نفیس فاطمہ نگہت بھوپالی)

عورتیں جو اپنے شوہروں کے مظالم کا رونا روتی اکثر نظر آتی ہیں، وہ کبھی اس کی غایت پر غور نہیں کرتیں ورنہ انھیں معلوم ہو جائے کہ جو الزام وہ اپنے شوہروں پر عائد کرتی ہیں اس میں ان کا بھی قصور بڑی حد تک ہے۔ ذیل میں چند اسباب لکھے گئے ہیں جن کی وجہ سے شریف اور قابل مرد گمراہ ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

بہت سی عورتوں کی عادت یہ ہوتی ہے کہ جب وہ شادی یا کسی تقریب میں جاتی ہیں تو خوب زیب و زینت کے ساتھ بھڑک دار کپڑے پہن کر زیور سے آراستہ ہو کر جاتی ہیں۔ مگر جب گھر میں رہتی ہیں تو سر جھاڑ منہ پھاڑ نہ چوٹی کا خیال ہے اور نہ کپڑوں کا۔ بال کھلے ہیں تو کھلے ہی پڑے ہیں۔ کپڑے اگر چولھے کی صفائی کی صحیح تمثیل ہو رہے ہیں تو کچھ فکر نہیں کوئی زینت ہے نہ زیبائش، مدتوں کے بعد اگر خیال آ گیا تو کنگھی کر لی۔ ورنہ کون یہ دردِ سر مول لے؟ مرد جب گھر میں آتا ہے تو اس عورت کو جو کہ اس کی رفیقۂ حیات ہے اس حالت میں پاتا ہے تو اس کی طبیعت پراگندہ ہو جاتی ہے اور وہ ضروریات سے فارغ ہو کر فوراً باہر چلا جاتا ہے اور اتفاق سے کسی دوسری کو صاف ستھرا دیکھتا ہے تو اس کی طبیعت اس پر راغب ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ شادی کے جذبات دل میں پیدا ہو جاتے ہیں اور اگر یہ نہیں

ہوتا تو مرد کی آوارگی شروع ہو جاتی ہے اور کسی حیا سوز مخرب اخلاق بازاری عورت کے پھندے میں پھنس جاتا ہے اور بیوی گھر میں نصیبوں کو رویا کرتی ہے۔

بعض عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ شوہر نے گھر میں قدم رکھا، اور انھوں نے بچوں کو مارنا پیٹنا شروع کیا۔ مرد بیچارہ مصیبت کا مارا خدا جانے کہاں کہاں سے پریشان خستہ حال گھر میں آئے سکون حاصل کرنے۔ اور یہاں یہ حالت زار کہ بچہ رو رو کر مرا جا رہا ہے اور بیوی ادھر منھ پھلائے بیٹھی ہیں۔ میری بہو انصاف کرو کہ وہ کہاں تک نہ گھبرائیگا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو گھڑی گھر میں بیٹھنا دوبھر ہو جاتا ہے اور وہ دوسری جگہ جا کر بیٹھنے لگتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کی طبیعت سکون پسند عورت پر مائل ہو جاتی ہے اور ہنگامہ آفریں بیوی نظروں سے گر جاتی ہے۔

بدسلیقہ عورتیں بھی شوہروں کی نظر سے گر جاتی ہیں۔ شوہر تھکا گھر میں آیا اور وہ دیوار یا کھڑکی میں کھڑی اپنی پڑوسن سے گفت و شنید میں مصروف ہیں۔ گھر کا اسباب بے ٹھکانے پڑا ہے۔ باورچی خانے میں منوں کوڑے کا انبار ہے۔ دیگچیوں اور ہانڈیوں میں ہزاروں مکھیاں بھنک رہی ہیں۔ تو کہیں پڑا ہے۔ لیکن کہیں میلے کپڑے ادھر ادھر پڑے ہیں۔ پانی کے برتنوں اور مٹکیوں کو مہینوں دھونے کی نوبت نہیں آتی۔ ایسی حالت میں کیا مرد کو عورت کی بے اتفاقی کا رونا رونا جائز ہے۔

ناجائز اور تکلیف دہ فرمائشیں بھی مردوں کے دل عورتوں کی طرف سے پھیر دیتی ہیں۔ بیچارے کی تنخواہ ہے پچاس روپے اس گرانی کے زمانے میں بمشکل سے کھانا پینا ہی غنیمت ہے۔ لیکن نہیں۔ شوہر گھر میں داخل ہوا اور بیگم صاحبہ نے للکارا۔ کیوں جی ڈریسنگ میز کی شیشی نہیں لائے۔ اور دودھ میں لپ اسٹک کو کب

سے کہہ ہی ہوں کر ختم ہوگئی' لا دو لا دو۔ لیکن آپ سنتے ہی نہیں' اس لئے میں پوچھتی ہوں شام کو بھتیجے کے عقیقہ میں جانا ہے۔ کیا لگاؤں گی۔ اس وقت؟ وغیرہ وغیرہ مرد سے ہے کہ اپنی جان مصیبت میں گھری پاتا ہے۔ اسے کھانے میں مزہ آتا ہے نہ پینے میں۔ آخر کار روز روز کی نت نئی فرمائشوں سے تنگ آکر عورت کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔

بعض عورتیں اپنی ضرورتوں کے مقابلے میں شوہر کی طبیعت کا خیال نہیں رکھتیں۔ وہ شوہروں کی نظروں میں حقیر ہو جاتی ہیں۔ شوہر کیسا ہی رنجیدہ ہو مگر انھیں اپنے کام سے کام۔ وہ گھر میں آیا اور یہ تمام دنیا کے جھگڑے لے کر بیٹھ گئیں۔ رات ہو یا دن انھیں اپنی تکلیف بیان کرنے سے مطلب۔ مگر کب تک؟ وہ اس کے قرب سے گھبرانے لگتا ہے۔

بچے کی زیادہ محبت بھی عورت کو شوہر کی محبت اور انسیت سے محروم رکھتی ہے۔ اور وہ اپنی مسرت و راحت کے لئے کوئی اور ذریعہ ڈھونڈھ لیتے ہیں۔

نتیجہ!

جن عورتوں کے شوہر آوارہ یا بے زار ہیں انھیں غور کرنا چاہئے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ —— بس یہی کہ وہ غیر عورتوں کو اپنے مزاج کے موافق پاتا ہے۔ وہ جیسا چاہتا ہے وہ ویسی ہی رہتی ہیں۔ ہر وقت انھیں مرد کی دلجوئی اور دل سوزی سے کام رہتا ہے۔ اگر گھر کی عورتیں بھی ان کی طرح سلیقہ اور تہذیب سیکھ لیں تو ان سے زیادہ قابلِ وقعت ہو سکتی ہیں۔ اور سلیقہ و

تہذیب تو عفت و عصمت والی عورتوں ہی کا زیور ہے ۔ اگر بازاری عورتیں
ایسا کرتی ہیں تو تسخیر قلب اور روپیہ کمانے کے لئے اگر شریف عورتیں
سلیقہ اور تہذیب سے کام لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے شوہروں کو
اپنانے میں کامیاب نہ ہو سکیں ۔

اسلام سے پہلے عورت کی حالت کیا تھی

(جناب حشمت پروانہ صاحب عربی)

دنیا کے کسی ملک میں بھی عورت کا درجہ قیدی یا غلام سے زیادہ نہ تھا۔ عورت مرد کی جائیداد سمجھی جاتی تھی۔ جب مرد مرجاتا تو اس کی عورتیں جائیداد ہی کی طرح اس کے وارثوں میں تقسیم کردی جاتیں۔ عدالتی درباروں میں عورت کی شہادت تسلیم نہیں کی جاتی تھی۔ عورتوں کو مذہبی رسوم میں شرکت کا حق حاصل نہ تھا۔ کئی ملکوں میں معصوم لڑکیوں کو زندہ دفن کردیا جاتا تھا۔ خاوند کے ساتھ چتا میں ڈال کر جلا دیا جاتا تھا۔ عورت کو جائیداد رکھنے کا حق حاصل نہ تھا۔ عورت جو کچھ کماتی تھی، اسے مرد کی ملکیت قرار دیا جاتا تھا۔ بے شمار عورتوں کے شیرخوارگی کے زمانہ میں نکاح کر دیئے جاتے تھے اور وہ شیرخوارگی ہی میں بیوہ ہو جاتیں۔ اس کے بعد انھیں نکاح ثانی کی اجازت نہ تھی۔ مرد عورت کے خلاف مرضی جبراً اس کا نکاح کرا دیتے اور رقم مہر خود لے لیتے۔ مرد کو اختیار تھا کہ وہ بیوی کو حرام کاری کی اجازت دیدے۔ دو حقیقی بہنوں سے ایک ساتھ نکاح جائز تھا۔ باپ کی وفات کے بعد اس کی تمام بیویاں حقیقی ماں کے سوا بیٹے کی جائز بیویاں سمجھی جاتیں۔

یورپ میں عیسائیت کی بدولت عورت کا درجہ نہایت ہی ذلیل تھا۔ یورپ میں ان مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک علمی اکاڈمی قائم کی گئی جس نے تحقیق کے بعد

یہ فیصلہ کیا کہ عورت ایک نجس اور ناپاک حیوان ہے۔ عورت شیطان کا جال اور پھندا ہے۔ کیونکہ وہ اونٹ دیوانے کتے کی طرح عورت کے منھ پر پٹی باندھ دینی چاہیئے تاکہ وہ نہ ہنس سکے اور نہ کلام کر سکے۔

قرآن اور عورت : قرآن کا بڑا کمال یہ ہے کہ اس نے دنیا کی ایک بھولی نعمت کو اس کی اصلی حیثیت میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس نے عورت کی زندگی اور ضرورت کی ایک ایک چیز کو لیا ہے اور پھر اس پر روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً عورت کا مقصدِ حیات پیدائش، عبادت، پردہ، زینت، نکاح، طلاق، وراثت، تعداد ازدواج وغیرہ۔

اس مختصر وقت میں قرآن کے آفتاب ہدایت کی تمام کرنوں کو جو اس نے عورت کے چہرے پر ڈالی ہیں جمع کرنا مشکل ہے۔ اس لیے ہم زیربحث مسائل کی صرف ایک جھلک دکھانے پر اکتفا کریں گے۔

عورت کے متعلق قرآن کا سب سے لطیف ریمارک یہ ہے کہ وہ قدرتِ الٰہی کا ایک ٹکڑا ہے اور ایک ایسی دلیل ہے جس پر غور کرنے سے خدا کی طرف راستہ کھل جاتا ہے۔ قرآن کے الفاظ جن میں عورت کا درجہ و مقام اور اس کی پیدائش کا مقصد بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے :

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝

ترجمہ :- اور خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان یہ ہے کہ اس نے تم سے تمہارے

لئے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان سے دل کا چین حاصل کرو۔ پھر اس نے تم دونوں میں رحمت اور محبت کے جذبات بھی ابھار دیئے۔ اس حقیقت میں جو لوگوں کے لئے غور کریں قدرت الٰہی کے نشانات موجود ہیں۔

عورت اور مرد کی صحیح تعمیر کے متعلق قرآن پاک کا ایک دوسرا لطیف ترین ریمارک بھی ملاحظہ فرمایا جاوے۔ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔

عورت مرد کا لباس ہے اور مرد عورت کا لباس، قرآن پاک کا ایک جملہ علم حقیقت کی ایک کائنات ہے۔ عیسائیت نے کہا تھا، شیطان نے عورت کو بہکایا۔ اور عورت شیطان کا سفیر بن کر آدم کو جنت کا سفیر بن کر آدم کو جنت سے نکلوانے کا باعث بن گئی۔ قرآن نے یہ داغ بھی عورت کے چہرے سے دھویا۔ قرآن نے کہا وَدَلّٰهُمَا الشَّيْطٰنُ۔ شیطان نے دونوں کو بہکایا ھما کے معنی عورت اور مرد دونوں۔ عورت متعلق ایک بحث یہ تھی کہ وہ انسان بھی ہے یا نہیں۔ قرآن نے کہا خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ مرد و عورت ایک نفس واحد سے پیدا کئے گئے۔



ختم شد

مطبوعہ:۔ محبوب المطابع برقی پریس دہلی۔ نمبر ۶